اور فرمایا معاویہ کو بلا کے لا، میں گیا پھر لوٹ کر آیا اور میں نے کہا وہ کھانا
کھاتے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا جا اور معاویہ کو بلا لا، میں پھر لوٹ آیا اور
کہا وہ کھانا کھاتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: ''خدا اس کا پیٹ نہ بھرے۔''

کاتب وحی ہونا

صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل ابی سفیان صخر ابن حرب میں عبداللہ بن عباس سے روایت میں یہ بھی بیان ہے کہ ابوسفیان نے خود حضور سے درخواست کی تھی کہ میرے بیٹے معاویہ کو اپنا کاتب رکھ لیجئے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں:

''معاویہ کے کاتب وحی ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے، بعض کا کہنا ہے
کہ وہ صرف خطوط لکھا کرتے تھے، وحی نہ لکھتے تھے جیسا کہ جامع الاصول
اور موہب الدنیہ میں لکھا ہے۔'' (ارجح المطالب ص:582)

کاتب وحی ہونا کیونکہ کوئی خاص فضیلت نہیں بلکہ بعض کاتب وحی تو مرتد تک ہو چکے مثلاً عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، جس کے بارے میں فتح مکہ کے دن اعلان تھا کہ کعبہ کے پردوں سے بھی چمٹا ہوا ہو تو قتل کر دیا جائے، (نسائی کتاب المحاربہ باب الحکم فی المرتد، روایت نمبر 4073 اور 4075) اور صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین و احکامھم میں انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے ایک مرتد کاتبِ وحی کے برے انجام کے بارے میں روایت ہے کہ جو قوم بنی نجار میں سے تھے۔

شراب پینا

مسند احمد میں مسند الانصار روایت نمبر 23329 پر مجمع الزوائد از امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ج:5، ص:45 اور الفتح الربانی شرح وتبویب مسند احمد از امام عبدالرحمن البناء، ج:17، ص:115 باب مَا جاء فی برکۃ اللبن و شربہ وحلبہ میں یہ روایت آئی ہے کہ عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں اور میرے والد معاویہ کے پاس

گئے۔ انہوں نے ہمیں دستر خوان پر بٹھایا، پھر کھانا پیش کیا جو ہم نے کھایا پھر پینے کیلئے لائی گئی جو معاویہ نے پی پھر میرے والد کو برتن پکڑا دیا تو وہ کہنے لگے جب سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو حرام قرار دے دیا تب سے میں نے کبھی نہیں پی۔ پھر معاویہ نے کہا میں قریش کا خوبصورت ترین نوجوان تھا۔ اور سب سے عمدہ دانتوں والا تھا، مجھے دودھ یا اچھی باتیں کرنے والے انسانوں کے علاوہ "اِس" سے بڑھ کر کسی چیز لذت محسوس نہیں ہوتی تھی۔

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "معاویہ کے کلام میں کوئی شے ایسی تھی جو میں نے چھوڑ دی۔"

(ج:5،ص:48 مجمع الزوائد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معاویہ کے بارے میں رائے

آپ نے اہل شوریٰ سے فرمایا میرے بعد اے لوگو آپس میں گروہ بندی سے بچو اور اگر تم نے ایسا کیا تو سمجھ رکھو معاویہ شام میں موجود ہے۔

(ابن حجر الاصابہ ج:3، ص:414، ج:4۔ ص:65)

جبکہ ناصبی محمود احمد عباسی لکھتا ہے کہ معاویہ سرداری کی صفت میں چاروں خلفاء راشدین سے بڑھ کر تھے۔ (ہفوات، عباسی ج:2،ص:23-24)

لوگوں کو ساتھی بنانے کے لئے رشوت دینا

عقیل بن ابی طالب نے حضرت علی علیہ السلام سے مال مانگا تو انہوں نے بیت المال سے ناحق دینے سے انکار کیا۔ وہ ناراض ہو کر معاویہ سے مل گئے تو معاویہ نے ایک لاکھ درہم دے کر کہا بر سر منبر یہ اعلان کر دو کہ علی علیہ السلام نے تم کو کیا دیا اور میں نے کیا دیا، عقیل نے منبر پر چڑھ کر کہا میں نے علی علیہ السلام سے وہ چیز مانگی جوان کے دین کو نقصان پہنچاتی تھی انہوں نے دین کو عزیز رکھا جبکہ معاویہ نے وہی چیز دین کو پس پشت ڈال کر مجھے دے دی۔

(تاریخ الخلفاء امام سیوطی اردو ص :252-253 باب معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابو سفیان)

آپ یزید کی ولی عہدی کے باب میں بھی پڑھیں گے کہ امیر معاویہ نے

لوگوں کو رام کرنے کے لئے لاکھوں روپے فی کس پیش کئے اور بطور گورنر حضرت علی علیہ السلام سے جنگوں میں کتنا خرچ کیا۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور گورنر ان کی تنخواہ 80 دینار ماہانہ مقرر کی تھی۔ پھر یہ لاکھوں کہاں سے آ گئے؟ (البدایہ والنہایہ امام ابن کثیر ج:7،ص:124)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم بھیجے تو انہوں نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ کیا میں اپنے دین کو دنیا کے عوض بیچ دوں؟

(ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج:8،ص:88-89)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو معاویہ کی شکایت پر مدینہ بلایا گیا

زید بن وہب کہتے ہیں کہ میں ربذہ میں سے گزرا وہاں مجھ کو ابوذر رضی اللہ عنہ ملے۔ میں نے پوچھا آپ اس جگہ کیوں رہنے لگے۔ انہوں نے کہا میں شام گیا تھا اور میرا معاویہ سے اس آیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا **الذین یکنزون الذھب والفضه ولا یفقونها فی سبیل الله** (جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو اس دن کے دردناک عذاب کی خبر سنادو۔ (سورہ توبہ:34/9)

معاویہ کہنے لگے یہ آیت اہل کتاب کے حق میں اتری ہے میں نے کہا نہیں ہم مسلمانوں کے بارے میں بھی ہے اور اہل کتاب کے حق میں بھی ہے۔ مجھ میں اور ان میں ہوا جو ہوا۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو میری شکایت لکھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے لکھا تم مدینے چلے آؤ۔ میں مدینہ آیا تو لوگ میرے پاس جمع ہونے لگے جیسے انہوں نے مجھ کو اس سے پہلے کبھی دیکھا ہی نہ ہو۔ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا اگر چاہو تو مدینہ سے باہر کہیں قریب چلے جاؤ۔ میں اس وجہ سے یہاں (جنگل) میں پڑا ہوا ہوں۔ اگر مجھ پر ایک حبشی کو حاکم بنائیں تو میں بات سنوں گا اور اس کا کہا مانوں گا۔

(بخاری کتاب الزکاۃ باب ما ادی زکاته فلیس بکنز، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ

سے دوسری روایت احنف بن قیس اس باب میں بیان کرتے ہیں اور یہ روایت بخاری کتاب التفسیر، سورہ براءۃ (توبہ) زیرآیت مندرجہ بالا زید بن وہب سے مروی ہے۔)

معاویہ۔خال المومنین

امیر معاویہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برادرِ نسبتی ہونے کی وجہ سے خال المومنین کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے جو ام المومنین تھیں لہٰذا معاویہ مومنین کے ماموں ہوئے۔ ناصبی اس پہلو کو بہت اجاگر کرتے ہیں مگر جو اور خال المومنین تھے ان سے ناصبی دشمنی رکھتے ہیں یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جو حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔

معاویہ فقیہہ کے معنی

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاویہ کے کسی مسئلہ اجتہادیہ کی تصدیق نہیں فرمائی کہ ان کا اجتہاد معتبر و مفتیٰ بہ ہوسکے اور جس نے معاویہ کو مجتہد کہا تو اس نے بھی درست کہا اس واسطے کہ حضرت معاویہ نے اخیر عمر میں احادیث کثیرہ دیگر صحابہ کبار سے سنیں اور اس وجہ سے بعض مسائل فقہ میں دخل دیتے تھے اور یہی مراد ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ اِنّہ فقیہہ (وہ فقیہہ ہیں) فتاویٰ عزیزی مترجم ص:218)

اس کے بعد ذرا آگے شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس وقت آپ کا (معاویہ کا) اجتہاد اس درجہ کا نہ تھا کہ آپ اہل حل وعقد میں شمار ہوسکتے اور علاوہ اس کے خلافت علی علیہ السلام کرم اللہ وجہ کی محققین کے نزدیک نص سے ثابت ہے۔''

شاہ صاحب کے قول کا مدعا یہ ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام کی خلافت نص سے ثابت ہے تو اس خلافت سے انحراف وبغاوت کو اجتہاد کس طرح کہا جاسکتا ہے؟

معاویہ حلیم تھے

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے علی ابن المدائنی بحوالہ سفیان بن عینہ رحمۃ اللہ علیہ لکھا کہ علی علیہ السلام میں کوئی عیب نہ تھا اور معاویہ میں کوئی خوبی نہ تھی۔ قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ متوفی 177ھ مہدی باللہ کے زمانہ میں بغداد کے قاضی تھے۔ ان سے کسی نے کہا کہ معاویہ بہت حلیم تھے۔ قاضی شریک نے کہا جو شخص حق سے نادان بن جائے اور علی علیہ السلام سے جنگ کرے وہ حلیم نہیں ہوسکتا۔

(ارجح المطالب ص :592، بحوالہ عمرو بن مظفر الوردی فی کتابہ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر، البدایہ والنہایہ ج:8، ص :141)

ابوسفیان کا کردار

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ابوسفیان نے اور کچھ دوسرے لوگوں نے چاہا تھا کہ جاہلیت کے طریقے کے مطابق امامت بنو عبد مناف میں ہو مگر علی علیہ السلام، عثمان رضی اللہ عنہ اور کچھ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے علم وتدین کی بنا پر اس خواہش کی حوصلہ افزائی نہ کی۔ (منہاج السنہ ج:1،ص:161، ج:2،ص:169، ج:4،ص:123)

اسی کتاب میں امام لکھتے ہیں کہ ابوسفیان میں جاہلیت عرب کے بقایا موجود تھے جن کی بنا پر وہ اپنے قبیلہ کے سوا دوسرے شخص کا امیر بننا پسند نہیں کرتے تھے۔

(منہاج السنہ ج:3،ص:179)

بعد میں آنے والے حکمرانوں کے متعلق نبوی پیش گوئی

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن عجرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے کعب بن عجرہ میں تجھے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں ان حکمرانوں سے جو میرے بعد ہوں گے، جو ان کے دروازے پر گیا اور ان کے جھوٹ کو سچ کہا اور ظلم میں ان کی مدد کی تو وہ میرا نہیں ہے اور میں اس کا نہیں اور وہ میرے

پاس کبھی بھی حوض کوثر پر نہیں آسکے گا۔ اور جوان کے پاس گیا یا نہ گیا مگر ان کے جھوٹ کو سچ نہ کہا اور ظلم میں ان کی مددنہ کی تو وہ میرا ہے اور میں اس کا جلد ہی وہ میرے پاس حوض پر آئے گا اے کعب رضی اللہ عنہ بن عجرہ نماز دلیل ہے روزہ ڈھال ہے اور صدقہ بجھاتا ہے گناہوں کو جیسے بجھاتا ہے پانی آگ کو اور اے کعب رضی اللہ عنہ بن عجرہ نہیں بڑھتا ہے گوشت حرام سے مگر آگ اس کے حق میں لائق تر ہے۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب مَاذکر فی فضل الصلوٰۃ) (نسائی کتاب البیعت باب من لم یعن امیر اً علی الظلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ساٹھ سال بعد حکمرانوں کے جانشین ایسے ہوں گے جو نماز کو ضائع کردیں گے اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے۔ جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور قرآن کی تلاوت تین طرح کے لوگوں کرتے ہیں، مومن، منافق اور فاجر راوی حدیث بشر کہتے ہیں کہ میں نے ولید بن قیس سے پوچھا کہ یہ تین طرح کے لوگ کیسے ہیں انہوں نے کہا منافق اس کا منکر ہوتا ہے، فاجر اس کے ذریعے کھاتا ہے اور مومن اس پر ایمان رکھتا ہے۔''

(مسند احمد روایت نمبر 11360، مسند ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ)

حسنین علیہما السلام نے 20 سال تک فری ہینڈ کیوں دیا

سیدنا امام حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام نے بیس سال تک امیر معاویہ کو فری ہینڈ اس لیے دیا اور کوئی اقدام نہیں اٹھایا تاکہ قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے نام پر جو پردہ انہوں نے اپنی کاروائیوں پر ڈالا ہو تھا وہ ہٹ جائے اور یہ لوگ سمجھتے تھے یہ بھی صحابی ہے لہٰذا درست مطالبہ کرتے ہیں، اس کو ننگا ہونے دو۔ وہ ظلم کرے، زکوٰۃ لوٹے، نماز تباہ کرے، حج برباد کرے، پھر امت کو پتہ چلے کہ علی علیہ السلام اور ان کی اولاد تخت کیلئے معاویہ سے نہیں لڑے تھے بلکہ دین کے خلاف

اموی ردِّعمل سے جنگ لڑتے تھے کیونکہ بنوامیہ اس کام کو برباد کرنا چاہتے تھے جو رسول ﷺ نے دین کیلئے کیا۔

انداز حکمرانی

ظالم حکمران جبر سے عوام کو چپ کرادیتے ہیں اور بعد میں ان کی خاموشی کو اجماع سکوتی کا نام دے دیتے ہیں کہ خاموش اکثریت ہمارے ساتھ ہے حالانکہ عوام دل میں ان ظالموں پر لعنت بھیج رہے ہوتے ہیں مگر طاقت کے سامنے بے بس ہوتے ہیں۔ان کی بے بسی کا مذاق اڑاتے ہوئے حکمران کہتے ہیں کہ لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کیوں ناکام ہوئے اور امیر معاویہ ان کے مقابلہ میں کیوں کامیاب ہوئے، وجہ بیت المال کے دروازے اپنے ساتھیوں پر کھولنا تھی، یہ حکمران کے پاس عوام کی امانت تھی جسے لٹانا شروع کردیا۔حتیٰ کہ علی علیہ السلام کے بھتیجے حسین علیہ السلام کے بہنوئی اور شوہر زینب عبداللہ ابن جعفرِ طیار رضی اللہ عنہ کو بھی ایک لاکھ درہم دے کر اپنے ساتھ ملالیا اور بعد میں یزید نے دولاکھ دینے شروع کردیئے۔

علامہ رشید رضا مصری رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر المنار اپنی کتاب الخلافتہ والامامۃ العظمیٰ (اردو)ص:46-47-62 پر لکھتے ہیں:

''امیر معاویہ نے اپنے فاسق بیٹے کیلئے قوت ورشوت سے بیعت لی اور ص:116 پر لکھتے ہیں کہ معاویہ نے طاقت ورلوگوں پر تغلب کے دروازے کھولے یعنی زبردستی کرنے کی راہ دکھائی۔ وہ ص:121 پر لکھتے ہیں کہ معاویہ کی ایجاد کی ہوئی دو بدعتوں کے باعث خلافت نے ملوکیت کی شکل اختیار کرلی تھی۔ایک یہ کہ عصبیت کو قوت کے تابع کردیا دوسرے یہ کہ خلافت کو میراث بنادیا۔علامہ ص:49اور ص:64 پر لکھتے ہیں کہ استنبول (ترکی) میں ایک جرمن عالم نے شریف مکہ سے کہا تھا کہ ہمارے لیے تو مناسب ہے کہ ہم اپنی عبادت گاہوں میں معاویہ کا سونے کا مجسمہ نصب

کریں اس لیے کہ اگر وہ اقتدارِ خلافت کو شریعت کے اصل طریقہ سے نہ ہٹائے، جس پر خلفائے راشدین نے عمل کیا تو عرب ہمارے تمام ممالک پر قابض ہو جاتے اور ان کو عربی اسلامی مملکت بنا لیتے۔

مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے الہلال کی ج:7،ص:525 پر اوائل عہد اموی کی اسلامی ذہنیت کے نام سے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

"یہ وہ وقت تھا جب خلافت راشدہ کا دور حکومت ختم ہو چکا تھا اور امیر معاویہ رومی وایرانی جاہ وجلال سے تخت خلافت کو روشناس کرا چکے تھے۔"

خود طلسمِ قیصر و کسریٰ شکست
خود سرِ تختِ ملوکیت نشست
از ملوکیت نگاہ گردد دگر
عقل و ہوش ورسم و راہ گردد دگر

جب بسر بصرہ پہنچا اور معاویہ نے بسر کو اس لیے بھیجا تھا کہ وہ ان کے مخالفین کو قتل کرے اور ان کی بیعت کرنے والوں کو زندہ رہنے دے تو بسر نے منبر پر چڑھ کر علی علیہ السلام کا ذکر برے الفاظ میں کیا اور ان کو گالیاں دیں، برا بھلا کہا پھر کہنے لگا لوگو! تمہیں خدا کی قسم کیا میں نے سچ کہا۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم بہت بڑی ذات کی قسم دلا رہے ہو خدا کی قسم تم نے سچ کہا نہ نیکی کا کام کیا۔ بسر نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کو مارنے کا حکم دیا حتیٰ کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ (البلاذری انساب الاشراف ج:1،ص:492)

امیر معاویہ نے فوجی کمانڈر بسر بن ابی ارطاط کو حجاز و یمن کو حضرت علی علیہ السلام کے قبضہ سے نکالنے کے لئے بھیجا تھا اور پھر ہمدان پر قبضہ کرنے کیلئے مامور کیا تھا۔ اس شخص نے یمن میں حضرت علی علیہ السلام کے گورنر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبیداللہ بن عباس کے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کو پکڑ کر

قتل کر دیا۔ ان بچوں کی ماں اس صدمے سے دیوانی ہوگئی۔

(الاستیعاب امام ابن عبدالبرج:1،ص:65 امام طبری، ج:4،ص:107، امام ابن اثیر، الکامل ج:3،ص:193 امام ابن کثیر ج:8،ص:90، امام شوکانی، نیل الاوطار ج:7،ص:145)

اس شخص نے جنگ میں پکڑی گئی مسلمان عورتوں کو لونڈیاں بنالیا۔

(الاستیعاب ج:1،ص:65) اور ایسا اسلام میں پہلی بار ہوا۔

امام ابن حجر اس بسر بن ابی ارطاط کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اس نے مکہ، مدینہ اور یمن میں جو کچھ کیا اس کا بیان ممکن نہیں۔''

(تہذیب التہذیب، ج:1،ص:435-436)

اس بُسر نے جب معاویہ کی بیعت کیلئے اصرار کیا تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ معاویہ کی بیعت، بیعت ضلالت ہے۔

(البدایہ والنہایہ امام ابن کثیر ج:7،ص:352)

محدث یحییٰ ابن معین اور محدث دار قطنی فرماتے ہیں:

''بسر بن ابی ارطاط برا آدمی تھا، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں کہ بُسر نے نبی علیہ السلام سے کچھ نہیں سنا۔ اس نے یمن میں مسلمان عورتوں کو لونڈیاں بنایا جنہیں برسرعام فروخت کر دیا گیا۔''

(تہذیب التہذیب ج:1،ص:435)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''بُسر معاویہ کی طرف سے حجاز و یمن کا گورنر بنا اور برے افعال کا مرتکب ہوا۔ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ الاصابہ میں لکھتے ہیں کہ معاویہ نے بُسر کو یمن اور حجاز کی طرف 40ھ کے شروع میں بھیجا اور حکم دیا کہ جن لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کا مطیع دیکھے تو اپنی تاخت و تاراج کرے اور اس نے ایسا ہی کیا۔''

(سیر اعلام النبلاء ج:3،ص:274)

امیر معاویہ کے ایک اور فوجی کمانڈر سفیان بن عوف نے جو صحابی بھی تھا،

معاویہ کے حکم پر حضرت علی علیہ السلام کے زیر انتظام علاقوں میں لوٹ مار کی، قتل عام کیا اور مسلمان قیدیوں کو خلاف شرع غلام بنایا۔

(امام ذہبی، سیر اعلام النبلاء ج:4،ص:210، تذکرہ القرطبی ص:125)

معاویہ کے حکم پر عبداللہ بن عمرو بن الحضرمی بصرے میں بغاوت کرانے کے لئے آیا اور بدترین انجام سے دوچار ہوا۔

(ابن حجر، فتح الباری، ج:13 ص:28)

معاویہ کے دور میں ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی موت پراسرار حالات میں مکہ کے قریب حُبشی پہاڑ میں ہوئی۔ وہ یزید کی ولی عہدی کے مخالف تھے اور جان بچانے کیلئے مدینہ سے مکہ اور پھر دس میل دور حُبشی پہاڑ پر چلے گئے تھے۔ ان کی موت پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھنا ہوا گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی۔ (شرح نہج البلاغہ از ابن ابی الحدید ج:6، ص:33)

بخاری کتاب المناقب، مناقب الانصار باب ایام الجاھلیہ میں قیس ابن ابی حازم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لوگ تب تک ٹھیک رہیں گے جب تک ان کے امام یعنی حاکم ٹھیک رہیں گے۔"

امیر معاویہ کے اسی انداز حکمرانی کے پیش نظر امام حسین علیہ السلام نے معاویہ کے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا کہ خدا کے سامنے پیش کرنے کیلئے میرے پاس تیرے خلاف بغاوت نہ کرنے کا کوئی عذر سجھائی نہیں دیتا۔

(امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، البدایہ والنہایہ ج:8، ص:175، سیر اعلام النبلاء، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ج:4، ص:150)

ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی اھل الشام میں قُرَّۃ سے روایت ہے:

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب شام کے لوگ بگڑ جائیں تو تم میں خیر باقی نہیں رہے گی۔ تم میں ایک گروہ مدد کیا گیا (طائفہ منصورہ) ہمیشہ رہے

گا۔ جو ان کی مدد چھوڑ دے گا ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ امام محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا علی ابن المدینی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا وہ گروہ اصحاب حدیث ہیں۔''

''امیر معاویہ نے اپنے گورنروں کو قانون سے بالاتر قرار دیا اور ان کی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کاروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ ان کا گورنر عبداللہ بن عمرو غیلان بصرے میں منبر پر خطبہ دے رہا تھا کہ ایک شخص نے دوران خطبہ اس کو کنکر مار دیا۔ اس پر عبداللہ نے اس کو گرفتار کرایا اور اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ حالانکہ شرعی قانون کی رو سے یہ ایسا جرم نہ تھا جس پر ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ (گمان غالب ہے کہ گورنر اس وقت حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کر رہا ہو گا جب اس کو کنکری ماری گئی) جب معاویہ کے پاس مقدمہ پیش کیا گیا تو اس نے کہا ہاتھ کی دیت تو میں بیت المال سے ادا کر دوں گا مگر میرے گورنروں سے قصاص لینے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔''

(امام ابن اثیر: الکامل ج:3،ص:248، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ البدایہ والنہایہ ج:8،ص:71) امام ابن جریر طبری ،تاریخ طبری ج:4،ص:223)

معاویہ نے زیاد کو بھائی بنانے کے بعد بصرے کے ساتھ کوفہ کا بھی گورنر مقرر کیا۔ وہ پہلی مرتبہ خطبہ دینے کیلئے کوفے کی جامع مسجد کے منبر پر کھڑا ہوا تو کچھ لوگوں نے اس پر کنکر پھینکے۔ اس نے مسجد کے دروازے بند کرا دیئے اور کنکر پھینکنے والے تمام لوگوں کو جنکی تعداد 30 سے 80 تک بیان کی جاتی ہے، گرفتار کرا کے اسی وقت ان کے ہاتھ کٹوا دیئے۔

(امام ابن جریر طبری، تاریخ طبری ج:4،ص:175، امام ابن اثیر ج:3،ص:228)

اس واقعہ کا بھی امیر معاویہ نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔

ابن خلدون جو بنوامیہ اور ان کے گورنروں کی زیادتیوں کو ہلکا کر کے دکھانے پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس نے بھی اپنی تاریخ ج:3،ص:8 پر لکھا ہے:

''زیاد عشاء کی نماز کے کچھ دیر بعد تک لوگوں کو چلنے پھرنے کی مہلت دیتا تھا،

اس کے بعد اس کی پولیس جسے پاتی تھی، قتل کر دیتی تھی یعنی سارا سال کرفیو نافذ رہتا تھا۔ پھر لکھتے ہیں کہ زیاد پہلا شخص ہے جس نے تلوار برہنہ کر لی، لوگوں کو محض گمان کی بنا پر پکڑا، مواخذہ کیا اور محض شبہ پر سزائیں دیں۔"

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ زیاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وہ ہر شخص کیلئے حجاج سے بھی زیادہ خونخوار تھا جو اس کی خواہش نفس کا مخالف ہوتا۔" (سیر اعلام النبلاء ج:3، ص:326)

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"معاویہ نے جب زیاد کو عراق کا گورنر بنایا تو اس نے درشتی اور بدخلقی کا مظاہر کیا۔" (الاستیعاب ج:1، ص:355)

حامیوں سے وقت گذاری کیلئے جھوٹے وعدے کرنا اور مخالفوں کو مختلف حربوں سے الجھائے رکھنا بھی امیر معاویہ کا طریقہ تھا۔ بنوامیہ کے حامی مورخ ابن خلدون لکھتے ہیں:

"پھر امیر معاویہ نے مصر کی جانب کاروائی کا ارادہ کیا کیونکہ مصر کے خراج سے وہ اپنی جنگوں میں مالی امداد کی توقع رکھتے تھے۔ پس امیر معاویہ نے کہا صحیح رائے یہ ہوگی کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامیوں کو تحریری وعدے دیتے ہیں اور دشمن (علی علیہ السلام) سے کبھی صلح کی بات چیت پر خط و کتابت کریں اور کبھی انہیں ڈرائیں۔ اس کے بعد جنگ کا آغاز کریں۔"

(تاریخ ابن خلدون ج:2، ص:181)

یاد رہے کہ یہ ساری منصوبہ بندی معاویہ نے بطور گورنر مرکزی حکومت کے خلاف ناجائز بغاوت کیلئے کی تھی۔

امیر معاویہ کے دور پر سلیمان بن صُرد رضی اللہ عنہ صحابی کا جامع تبصرہ

سلیمان بن صرد الخزاعی رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔ ان کے بارے میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ وہ جلیل، نبیل، فاضل صحابی تھے۔ انہوں نے معاویہ کی وفات کے بعد

امام حسین علیہ السلام کو خط لکھا جس میں لکھتے ہیں کہ " آپ کے مخالف کی کمر خدا نے توڑ دی اور وہ دنیا سے چلا گیا۔ وہ ڈکٹیٹر، دین کا مخالف، جس نے امت پر تلوار کے زور پر قبضہ کیا، امت سے سب کچھ چھین کر خود مالک بن گیا، امت کا خزانہ غصب کرلیا، امت خوش نہیں تھی مگر سر پر سوار ہوگیا، امت کے نیک آدمیوں کو قتل کیا، بدترین لوگوں کو ترجیح دی، اللہ کا مال بیت المال اپنے ساتھیوں اور بدمعاشوں میں بانٹا، جیسے قوم ثمود دنیا سے دفع ہوئی اسی طرح وہ بھی دنیا سے دور ہوا۔"

(امام ابن کثیر، البدا و یہ والنہایہ، ج:8، ص:164)

استلحاق زیاد

دورِ معاویہ میں امیر معاویہ کی طرف سے شریعت کے جو حکم علانیہ توڑے گئے ان میں سے ایک بڑا واقعہ زیاد بن عبید کو زیاد بن ابی سفیان بنانا ہے۔

(ذہبی، سیر اعلام النبلاء ج:4، ص:265-266)

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا یعنی بیٹا اس کا جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔

زیاد پہلے حضرت علی علیہ السلام کا حامی تھا۔ یہ بڑا قابل آدمی تھا۔ معاویہ نے اس کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے خلافِ شرع اپنا بھائی بنالیا۔ باقاعدہ مجلس ہوئی جس میں ابوسفیان اور زیاد کی ماں سمیّہ کے زنا کی گواہیاں لی گئیں حالانکہ ابوسفیان خود بھی کہتے تو نسب ثابت نہ ہوتا۔ وہ بیٹا اپنے باپ عبید غلام کا ہی شمار ہوتا اور اس مجلس سے پہلے وہ اسی کا بیٹا کہلاتا تھا۔

مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ و دعآء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیھا بالبرکۃ و بیان تحریمھا وتحریم صید ھا و بیان حدود حرمھا میں ابراہیم تیمی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ سیدنا علی علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مدینہ کے بارے میں سنائے اور یہ بھی کہا کہ جس نے اپنے باپ کے علاوہ خود کو کسی اور کا بیٹا ٹھہرایا یا اپنے آقا کے سوا کسی اور کا غلام قرار دیا تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی

لعنت ہے اور قیامت کے دن ایسے آدمی سے نہ فرض نہ سنت قبول کئے جائیں گے۔ایسی ہی روایت ترمذی ابواب الوصایا باب ماجاء لا وصیة لوارث میں بھی آئی ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس دور میں معاویہ کے ڈر سے لوگوں نے زیاد کو ابوسفیان کا بیٹا کہا مگر اب نہ کوئی کہتا ہے نہ کہہ سکتا ہے، اگر کوئی کہے گا تو حرام کرے گا،

وہ نیل الاوطار ج:5،ص:114 پر لکھتے ہیں:

''جب معاویہ کا زمانہ آیا تو اس بات پر بھری مجلس میں گواہیاں لی گئیں کہ زیاد ابوسفیان کا بیٹا ہے۔یہ صحیح حدیث کے خلاف کیا جس میں فرمایا گیا کہ بیٹا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔یہ سب دنیاوی غرض کیلئے کیا گیا۔''

اس کام کی وجہ سے معاویہ کی اتنی بدنامی ہوئی کہ شاعروں نے نظمیں لکھیں جن میں سے یزید بن مفرغ کے دو شعر امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھے ہیں:

ان کا ترجمہ یہ ہے ابوسفیان حرب کے بیٹے معاویہ کو میرا پیغام پہنچا دو، میں یمنی شاعر ہوں اگر کوئی یہ گواہی دے کہ تیرا باپ پاک دامن تھا تو تو ناراض ہوتا ہے اور اگر کوئی یہ گواہی دے کہ تیرا باپ زانی تھا تو تو خوش ہوتا ہے۔''

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اب تمام علماء متفق ہیں کہ کوئی زیاد کو ابوسفیان کا بیٹا نہ کہے۔اس کو کسی شخص نے جو زیاد بن ابی سفیان کہا تو وہ بنوامیہ کے ڈر سے کہا تھا یعنی تقیہ کیا تھا۔''

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نیل الاوطار ج:5،ص:114 پر ایک روایت کے تحت زیاد کے بارے میں لکھتے ہیں:''اس روایت میں ذکر ہے کہ زیاد بن ابی سفیان عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے۔ایسی روایات جن میں زیاد کی ولدیت ابوسفیان کا ذکر ہے، بنوامیہ کے دور میں روایت ہوئیں اور بعد میں علماء اسے زیاد ابن ابیہ لکھنا شروع ہو گئے۔اس سے پہلے

لوگ زیاد بن عبید کہتے تھے۔ معاویہ کے دور میں ایک گروہ کی گواہی پر معاویہ نے اسے اپنا بھائی بنالیا۔ اس کام میں معاویہ نے حدیث صحیح کی مخالفت کی جس میں فرمایا گیا کہ بیٹا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔ یہ دنیوی غرض کیلئے تھا۔"

جب معاویہ نے زیاد کو بھائی بنالیا تو یونس بن عبید ثقفی کھڑے ہوئے اور کہا اے معاویہ! تجھے معلوم ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ بیٹا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔ تو نے دین الٹ کر رکھ دیا اور سنت رسول ﷺ کی مخالفت کی اور کتاب اللہ کے خلاف کیا اور ابوسفیان کے زنا کی گواہی ابومریم شراب فروش سے لے کر زیاد کو اپنا بھائی بنالیا؟

یہ سن کر معاویہ نے کہا یونس چپ ہو جا! ورنہ تیرا سر ایسے اڑا دوں گا کہ بہت دور جا کر گرے گا۔ پھر یونس بن عبید کے ٹوکنے کے باوجود معاویہ نے زیاد کو بھائی بنانے کا فیصلہ جاری کر دیا۔

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الملہم شرح مسلم ج:1 ص:175 میں یہ سارا واقعہ بحوالہ شرح ابی اکمال اکمال المُعلِم لکھا ہے۔

بخاری کتاب البیو ع باب شراء المملوك من الحربی وهبته وعتقه میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زمعۃ نے ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑا کیا۔ سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے اس نے مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ آپ اس کی صورت دیکھئے عتبہ سے کیسی ملتی ہے۔ عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی نے اس کو جنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لڑکے کی طرف نظر کی تو وہ صاف عتبہ کے مشابہ معلوم ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا عبد! یہ تجھے ملے گا۔ لڑکا اس کا ہے

جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں اور ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم اس لڑکے سے پردہ کیا کرو۔ پھر سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔ یہ روایت بخاری کتاب الاحکام باب من قضی له بحق اخیه فلا یاخذه میں بھی آئی ہے یہی روایت نسائی کتاب الطلاق باب الحاق الولد بالفراش میں بھی آئی ہے۔

زیاد کی موت کے بعد معاویہ نے صحابہ کے ہوتے ہوئے ابن زیاد جیسے چھوکرے کو گورنر مقرر کیا۔ (فتح الباری ج:13 ص:127-128)

بخاری کتاب المناقب باب نسبة الیمن الی اسماعیل علیہ السلام میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے دوسرے شخص کو جان بوجھ کر اپنا باپ بنایا وہ کافر ہوگیا اور جو شخص اپنے آپ کو دوسری قوم کا بتائے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔''

بخاری کتاب الفرائض باب من ادّعی الی غیر ابیه میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی اپنے اصل باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ بتائے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہوگئی۔ ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے یہ حدیث ابو بکرہ صحابی سے بیان کی تو انہوں نے کہا میرے کانوں نے بھی یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی اور اس کو یاد رکھا۔ مسلم کتاب الایمان باب من ادّعی الی غیر اَبیه فقد کفر میں ابوذر رضی اللہ عنہ غفاری سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص خود کو کسی اور کا بیٹا بتائے حالانکہ وہ جانتا بھی ہے کہ وہ اس کا بیٹا نہیں ہے۔ (یعنی جان بوجھ کر ایسا کرے) تو وہ کافر ہوگیا اور جس شخص نے اس

چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے، وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص کسی کو کافر کہہ کر بلائے یا خدا کا دشمن کہہ کر بلائے، اور وہ شخص جس کو ایسے نام سے پکارا ایسا نہ ہو، تو کفر کہنے والے کی طرف پلٹ آئے گا۔"

اس حدیث سے اگلی روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے باپوں سے نفرت مت کرو، جو شخص اپنے باپ سے نفرت کرے گا وہ کافر ہو گیا۔"

اس سے اگلی روایت میں ابو عثمان کہتے ہیں:

"جب زیاد کا دعویٰ کیا گیا تو میں ابو بکرہ سے ملا (وہ زیاد کے ماں جائے بھائی تھے) اور میں نے کہا یہ تم نے کیا کیا؟ میں نے سعد بن ابی وقاص سے سنا وہ کہتے تھے میرے کانوں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جس نے اسلام میں آ کر اپنے باپ کے سوا کسی کو باپ بنایا تو جنت اس پر حرام ہے۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خود سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔" یہ روایت مسند احمد میں بھی آئی ہے۔

اس سے اگلی روایت سعد بن ابی وقاص اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ دونوں سے ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اور دل نے یاد رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کو باپ بنائے تو اس پر جنت حرام ہے۔

الاخبار الطوال میں ابو حنیفہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ زیاد ابن ابیہ کے عنوان کے تحت ابتداء میں لکھتے ہیں:

"زیاد پہلے ابن عبید کے نام سے مشہور تھا۔ پھر زیاد معاویہ کے پاس گیا اور اس کے حالات ساز گار تھے، یہاں تک کہ معاویہ نے اس کے نسب کا دعویٰ کیا اور لوگوں سے بیان کیا کہ وہ ابوسفیان کا بیٹا ہے اور ابو مریم سلولی جو جاہلیت میں طائف کا شراب فروش تھا اس نے گواہی دی کہ ابوسفیان نے

سمیّہ سے مباشرت کی اور بنو مصطلق کے ایک دوسرے شخص یزید نے گواہی دی کہ اس نے ابوسفیان کو کہتے سنا کہ زیاد اس کے نطفے سے ہے جو اس نے سمیّہ کے پیٹ میں ڈالا۔ پس معاویہ کا دعویٰ زیاد کے بارے میں مکمل ہو گیا اور پھر جو ہونا تھا، سو ہوا۔"

ابو عثمان نہدی سے مسلم کی روایت کی تشریح میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں، مولانا شبیر احمد عثمانی فتح الملہم میں اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بذل المجہود شرح ابی داؤد میں یہی قصہ لکھ کر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا اس استلحاق سے انکار اور اس پر سخت ناراضگی ظاہر کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ زیاد کے ماں شریک بھائی تھے اور مخلص صحابی تھے۔ انہوں نے زیاد کی اس حرکت کے بعد اس سے کبھی کلام نہیں کیا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ استلحاق زیاد کے بارے میں تحفہ اثناء عشریہ میں لکھتے ہیں کہ معاویہ نے زیاد کو اپنی طرف مائل کرنے میں حد سے زائد کوشش کی کیونکہ وہ بہت مدبر، شجاع و رزیرک سردار تھا جس کے ساتھ ایک جمعیت کثیر تھی اور بادشاہوں کو اس قسم کے آدمی کی ضرورت ہوا ہی کرتی ہے........ اب ابن زیاد، نطفہ ناتحقیق کی شرارت دیکھئے کہ معاویہ کی رفاقت میں پہلا فعل جو اس سے سرزد ہوا، حضرت امیر علیہ السلام کی اولاد کی عداوت تھی۔ (تحفہ اثناء عشریہ اردو، ص:483 تا486)

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"یہ ایک مشہور تفصیل طلب واقعہ ہے۔ عام ناظرین کیلئے اس قدر لکھ دیتا ہوں کہ سمیہ جاہلیت کی ایک زانیہ اور فاحشہ عورت تھی۔ ابوسفیان اس کے پاس رہا کرتا تھا اور اس سے زیاد پیدا ہوا۔ لیکن غرض سیاسیہ سے (معاویہ نے) پھر اس کا استلحاق پیدا کیا اور اس کو اپنا بھائی قرار دیا۔ اس کیلئے ایک خاص مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں گواہوں کے اظہار کیلئے ازاں جملہ

ایک گواہ ابو مریم الفجار بھی تھا جس نے ابوسفیان کیلئے سمیّہ کو مہیا کیا تھا۔
بالآخر ایسی شہادت سے زیاد بھی شرما گیا۔

(مکالات ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ ص:149-150)

ایسا ہی مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی ص:192-193، قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی نے تاریخ ملت ج:3،ص:22، مولانا سعید احمد فاصل دیوبند نے کتاب مسلمانوں کا عروج وزوال ص:50 پر لکھا ہے۔

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (الاستیعاب ج:1،ص:196 ابن الاثیر نے الکامل میں ج:3،ص:7-8 پر زیاد کو بھائی بنانے کا واقعہ لکھا ہے۔

استلحاقِ زیاد کو امیر معاویہ بھی غلط جانتے تھے

حافظ نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:5،ص:14 باب الولد للفراش میں مسند ابی یعلی کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

''نصر بن حجاج اور خالد بن ولید کے لڑکے خالد کے درمیان ایک بچے کے بارے میں تنازعہ تھا۔ خالد کہتے تھے کہ یہ بچہ ان کے غلام عبداللہ کا لڑکا ہے، جس کے بستر پر یہ پیدا ہوا جبکہ نصر بن حجاج کا کہنا تھا کہ ان کے بھائی کی وصیت کے مطابق یہ اس کے نطفے سے ہے۔ یہ جھگڑا امیر معاویہ کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے کہا یہ بچہ اس کا ہے جس کے گھر میں پیدا ہوا۔ اس پر نصر بن حجاج نے کہا تو پھر زیاد کو بھائی بنانے کا تمہارا فیصلہ کہاں گیا اے معاویہ! تو معاویہ نے جواب دیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ معاویہ کے فیصلے سے بہتر ہے۔''

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ استلحاق زیاد کا فیصلہ امیر معاویہ کے نزدیک بھی غلط تھا۔

استلحاق کو زیاد بھی دوزخیوں والا کام سمجھتا تھا

محدث ابن عساکر تاریخ دمشق میں لکھتے ہیں:

''زیاد نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ امیر المومنین میرے استلحاق کا ارادہ رکھتے ہیں حالانکہ میں عبید کے بستر پر پیدا ہوا اور اس سے مشابہت رکھتا ہوں اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے سے انتساب کیا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔'' (تاریخ دمشق ابن عساکر ج:5،ص:409)

پھر محدث ابن عساکر محدث ابن یحییٰ اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابن یحییٰ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلوں میں سے جو پہلا فیصلہ ردّ کیا گیا وہ زیاد کے بارے میں ہے اور سعید رحمۃ اللہ علیہ بن مسیب نے فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلوں میں سے اوّلین فیصلہ جسے علانیہ ردّ کیا گیا وہ معاویہ نے زیاد کے معاملہ میں کیا۔

مؤرخ ابوالفداء دمشقی اپنی تاریخ ج:2،ص:98-99 پر لکھتے ہیں:

''سمیہ حارث بن کلدہ ثقفی طبیب کی کنیز تھی جسے اس نے اپنے ایک رومی غلام عبید نامی سے بیاہ دیا تھا اور زیاد عبید کے گھر میں پیدا ہوا اور شرعاً اس کی اولاد تھا۔ آگے لکھتے ہیں کہ ابومریم شراب فروش نے استلحاق کے وقت اس طرح گواہی دی کہ خود زیاد کو شرم آ گئی، اس نے ابومریم کو خاموش کرا دیا اور کہا ذرا ٹھہر، تجھے گواہی کیلئے طلب کیا گیا ہے نہ کہ گالیاں دینے کیلئے۔''

اس کے بعد ابوالفداء لکھتے ہیں:

''امیر معاویہ نے زیاد کا استلحاق کر لیا اور یہ پہلا واقعہ ہے جس میں علانیہ شریعت کی مخالفت کی گئی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صریح ارشاد ہے کہ بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔ لوگوں نے اس فیصلے کو بڑا حادثہ سمجھا اور اس پر احتجاج کیا بالخصوص بنوامیہ نے کیونکہ اس طرح رومی غلام عبید کا بیٹا زیاد بنوامیہ کا فرد بن گیا۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ الاصابہ میں زیاد کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"جب بنوامیہ کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تو پھر اسے زیاد ابن ابیہ اور زیاد بن سمیّہ کہا جانے لگا، اس نے اپنے باپ عبید کو ایک ہزار درہم دے کر آزاد کرایا تھا۔"

اب آخر میں مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

ترمذی ابواب المناقب میں باب مناقب حسین رضی اللہ عنہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت حسین علیہ السلام کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے لایا گیا تو اس شقی و خبیث نے آپ علیہ السلام کے چہرے اور ناک پر چھڑی سے کچوکا دیا۔ اس حدیث کی شرح میں مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں، ابن زیاد کی اس حرکت پر تعجب نہیں کیونکہ اس کا باپ زیاد ولد الزنا تھا، معاویہ نے اس کا استلحاق کیا، اسی لیے اسے زیاد ابن ابیہ کہا جاتا ہے۔"

(الکوکب، الدری، افادات مولانا رشید احمد گنگوھی، مرتب مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی ج:2، ص:437)

امیر معاویہ کے چار افعال مہلکہ

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معاویہ کے چار افعال ایسے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کا بھی ارتکاب کرے تو وہ اس کے حق میں مہلک ہو۔

1۔ ایک ان کا امت پر تلوار سونت لینا اور مشورے کے بغیر حکومت پر قبضہ کر لینا جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

2۔ دوسرے ان کا اپنے بیٹے یزید کو جانشین بنانا حالانکہ وہ شرابی اور نشہ باز تھا، ریشم پہنتا اور طنبورے بجاتا تھا۔

3۔ تیسرے ان کا زیادہ کو بھائی بنانا حالانکہ حکم نبوی تھا کہ اولاد اس کی جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔

4۔ چوتھے حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دینا۔

(امام ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج:8،ص:130، امام ابن کثیر الکامل ج:3،ص:242)

حضرت حجرؓ بن عدی رضی اللہ عنہ صحابی اور ان کے ساتھیوں کا قتل

یہ خوں چکاں قصہ پڑھنے سے پہلے ایک حدیث ملاحظہ ہو۔ نسائی کتاب المحاربہ باب تحریم الدم میں ابوادریس روایت کرتے ہیں:

"میں نے معاویہ سے سنا، وہ خطبہ دے رہے تھے، اور انہوں نے بہت کم حدیثیں روایت کی ہیں، وہ کہتے تھے میں نے سنا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ میں فرماتے تھے، ہر ایک گناہ اللہ بخش دے گا مگر جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے یا کافر ہو کر مرے۔"

حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو 51ھ میں معاویہ کے حکم سے قتل کیا گیا، وہ ایک عابد زاہد صحابی اور صلحائے امت میں ایک اونچے مرتبے کے شخص تھے۔ امیر معاویہ کے زمانے میں جب منبروں پر خطبوں میں علانیہ حضرت علی علیہ السلام پر لعنت اور سبّ کا سلسلہ شروع ہوا تو عام مسلمانوں کے دل ہر جگہ ہی اس سے زخمی ہو رہے تھے مگر لوگ خون کا گھونٹ پی کر رہ جاتے تھے۔ کوفہ میں حجر بن عدی رضی اللہ عنہ سے صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے جواب میں حضرت علی علیہ السلام کی تعریف اور معاویہ کی مذمت شروع کر دی مغیرہ بن شعبہ جب تک کوفہ کے گورنر رہے۔ وہ ان کے ساتھ رعایت برتتے رہے۔ ان کے بعد جب زیاد کی گورنری میں بصرہ کے ساتھ کوفہ بھی شامل ہو گیا تو زیاد اور حضرت حجر رضی اللہ عنہ کے درمیان کشمکش برپا ہو گئی۔ زیاد خطبے میں حضرت علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا تھا اور یہ اٹھ کر اس کا جواب دینے لگتے تھے۔ اس دوران ایک مرتبہ انہوں نے زیاد کو نماز جمعہ لیٹ کرانے پر بھی ٹوکا۔ آخر کار زیاد نے انہیں اور ان کے بارہ ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے خلاف بہت سے لوگوں کی شہادتیں اس فردِ جرم پر لیں کہ انہوں نے ایک گروہ بنا لیا ہے، خلیفہ کو علانیہ گالیاں

دیتے ہیں، امیر المومنین کے خلاف لڑنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ ہے کہ خلافت آل ابی طالب کے سوا کسی کیلئے درست نہیں، انہوں نے شہر میں فساد برپا کیا اور امیر المومنین کے عامل کو نکال باہر کیا، یہ ابوتراب (حضرت علی علیہ السلام) کی حمایت کرتے ہیں ان پر رحمت بھیجتے ہیں اور ان کے مخالفین سے اظہار برأت کرتے ہیں۔

ان جھوٹی گواہیوں میں سے ایک گواہی قاضی شریح کی بھی ثبت کی گئی مگر انہوں نے ایک الگ خط میں معاویہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے سنا ہے آپ کے پاس حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کے خلاف جو شہادتیں بھیجی گئی ہیں، ان میں ایک میری شہادت بھی ہے۔ میری اصل گواہی حجر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، ہمیشہ حج وعمرہ کرتے رہتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، ان کا خون اور مال حرام ہے، آپ چاہیں تو ان کو قتل کردیں ورنہ معاف کردیں۔

یہ ملزم معاویہ کے پاس بھیجے گئے اور انہوں نے ان کے قتل کا حکم دے دیا، قتل سے پہلے جلادوں نے ان سے کہا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم علی علیہ السلام سے براءت کا اظہار کرو اور ان پر لعنت بھیجو تو تمہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کردیا جائے، حضرت حجر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے انکار کردیا۔ حضرت حجر رضی اللہ عنہ نے کہا میں منہ سے وہ بات نہیں نکال سکتا جو رب کو ناراض کرے۔

آخرکار وہ اور ان کے ساتھی قتل کردیئے گئے۔ ان میں سے ایک صاحب عبدالرحمٰن بن حسان رضی اللہ عنہ کو معاویہ نے زیاد کے پاس واپس بھیج دیا اور اس کو لکھا کہ انہیں بدترین طریقے سے قتل کرو۔ چنانچہ زیاد نے انہیں زندہ دفن کرادیا۔ اس کے دو سال بعد زیاد بھی 53ھ میں مرگیا۔

(امام ابن جریر، تاریخ، ج:4، ص:190تا207، امام ابن عبدالبر، الاستیعاب، ج:1، ص:135، امام ابن اثیر، الکامل ج:3، ص:234تا 242، امام ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج:8،

ص :50-55، سیر اعلام النبلاء امام ذہبی ج :4، ص 246)

امام ابن اثیر نے اسد الغابہ ج :1، ص: 385 پر حضرت حجر بن عدی کے حالات میں یہی قصہ لکھا ہے۔

حضرت حجر فضلائے صحابہ میں سے تھے۔ جنگ صفین میں بنو کندہ کے کمانڈر اور نہروان میں بائیں طرف کے کمانڈر تھے۔

ان لوگوں کو مرج عذرا کے جنگل میں قتل کیا گیا۔ وہ علاقہ حضرت حجر رضی اللہ عنہ نے ہی فتح کیا تھا اور انہوں نے پہلی دفعہ تکبیر کی۔ قتل سے پہلے انہوں نے 2 رکعت نماز پڑھی۔ اور فرمایا کہ قتل کے بعد میری بیڑیاں، کپڑے وغیرہ نہ اتارنا۔ میں قیامت کے دن معاویہ سے اسی حال میں پل صراط پر ملوں گا۔

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ سزائے موت کا قیدی قتل سے پہلے دو رکعت پڑھ سکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ امت کے دو چوٹی کے آدمیوں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حجر بن عدی رضی اللہ عنہ نے اپنے قتل سے پہلے دو رکعت پڑھی لہٰذا یہ درست ہے۔

(مستدرک حاکم ج:3، ص: 470، زاد المعاد ج:2، ص:109)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس قتل کی اطلاع ملی تو وہ شدت غم سے اٹھ کھڑے ہوئے اور رونے لگے۔ (ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج:8، ص:65)

امیر معاویہ کے گورنر خراسان ربیع ابن زیاد کو جب حجر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے قتل کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا خدایا اگر تیرے علم میں میرے اندر کچھ خیر باقی ہے تو مجھے دنیا سے اٹھا لے۔ ان کی دعا فوراً قبول ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ ج:8، ص:66، الاستیعاب ج:1، ص:135، طبری، ج:4، ص:208، تاریخ ابن خلدون، ج:3، ص:13)

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی چند تصانیف کا مجموعہ جوامع السیرۃ کے نام سے احمد شاکر، احسان عباس اور ڈاکٹر ناصر الدین الاسد نے تحقیق و نظر ثانی کے بعد شائع کیا ہے اس کتاب میں ایک رسالہ اسماء الخلفاء والاۃ و ذکر مددھم کے نام سے شامل ہے۔ اس

کے صفحہ 356 پر معاویہ کے حالات صرف پانچ سطروں میں بیان کئے گئے ہیں جس میں ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''معاویہ کے عہد میں قسطنطنیہ کا محاصرہ ہوا اور حجر رضی اللہ عنہ بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو باندھ کر دمشق کے مضافات میں قتل کیا گیا اور اسلام میں یہ امر رخنے اور کمزوری کا باعث ہے کہ جس صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو دیکھا ہوا سے ارتداد یا شادی کے بعد زنا کے جرم کے بغیر قتل کیا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات کے قتل پر جو کچھ فرمایا وہ تاریخ میں محفوظ ہے۔''

اس قتل پر معاویہ کا اظہار ندامت

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے:

''جب معاویہ کی موت کا وقت قریب تھا تو حالت غیر میں کہہ رہے تھے

''اے حجر رضی اللہ عنہ تیری ملاقات کا دن بہت طویل ہوگا۔''

سیر اعلام النبلاء، ج:3، ص:307 میں امام ذہبی نے لکھا:

''امیر معاویہ اپنے اس فعل پر نادم تھے۔''

قتل حجر رضی اللہ عنہ بن عدی آئمہ کی نظر میں

شمس الائمہ سرخسی حنفی المبسوط، باب الصلوٰۃ علی الشہید میں لکھتے ہیں:

''جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہید ہونے لگے تو فرمایا کہ میرا خون نہ دھونا اور میرے کپڑے نہ اتارنا، میں اسی حال میں معاویہ سے قیامت والے دن ملاقات کروں گا اور حجر رضی اللہ عنہ بن عدی سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔''

امام آگے چل کر باب الخوارج ج: 10، ص: 131 پر لکھتے ہیں:

"جو لوگ اہل عدل میں سے قتل ہوں تو ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو شہداء کے ساتھ ہوتا ہے یعنی غسل دیئے بغیر ان کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے مقتول ساتھیوں سے یہی کیا تھا، اور عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر رضی اللہ عنہ، حجر رضی اللہ عنہ بن عدی اور زید بن صوحان رضی اللہ عنہ نے شہید ہوتے وقت یہی وصیت کی تھی۔"

امام ابوالحسن ماوردی اپنی کتاب **الاحکام السلطانیہ** ص: 56، پر باغیوں سے جنگ کی بحث کے تحت لکھتے ہیں:

"باغیوں کو تنبیہ کی جاسکتی ہے مگر قتل نہیں کیا جاسکتا۔"

فصل التعزیر میں لکھتے ہیں:

"تعزیر کے ذریعے خون بہانا جائز نہیں۔"

قاضی ابو یعلی محمد بن الحسین الفرّاء اپنی کتاب **"الاحکام السلطانیہ باب قتال اھل البغی** ص: 39 پر لکھتے ہیں:

"مسلمان باغیوں میں سے جو قیدی بنائے جائیں گے وہ قتل نہیں کیے جائیں گے اور حربی کافروں اور مرتدوں کے قیدی قتل کیے جائیں گے۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم **کتاب الزکاۃ باب مؤلفۃ القلوب** میں اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ خوارج اور باغیوں کے قیدیوں کا قتل جائز نہیں ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ص: 51 کے حوادث میں اسی سال حجر بن عدی اور ان کے ساتھی معاویہ کے حکم سے عذراء کے مقام پر قتل ہوئے۔ حجر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں جو ایک وفد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ایک عبادت گزار انسان تھے جنہوں نے جہاد میں شرکت کی۔"

(العبر فی خبر من غبر، ج:1 ص:57)

استاد عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ النجار جنہوں نے تاریخ الکامل ابن اثیر کے نسخہ کی تصحیح و تہذیب کی ہے وہ اس کتاب کی ج:3،ص:241 پر حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''حضرت ابن حجر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جو سیاسی اغراض کے باعث قتل ہوئے۔ وہ اپنے قول و عمل میں معاویہ کی نسبت زیادہ برسرِ حق تھے۔ وہ اپنے دین کے معاملے میں مداہنت کی بجائے صراحت سے کام لیتے تھے جس پر ان کا خون بہایا گیا۔''

مولانا مناظر احسن گیلانی دیوبندی تدوین حدیث ص:423 پر لکھتے ہیں:

''حضرت حجر رضی اللہ عنہ کی جلالت شان کا اندازہ اسی سے کیجئے کہ کوفہ سے شام گرفتار کر کے بھیجے گئے اور یہ خبر مدینہ پہنچی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی وقت امیر معاویہ کے پاس قاصد دوڑایا کہ حجر رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرنا لیکن قاصد اس وقت پہنچا جب وہ شہید ہو چکے تھے۔''

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''سیرت عائشہ'' رضی اللہ عنہا ص:150-151 پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تاثرات اس قتل کے بارے میں یوں لکھتے ہیں:

''مسروق تابعی راوی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ خدا کی قسم اگر معاویہ کو معلوم ہوتا کہ اہل کوفہ میں کچھ بھی جراءت اور خودداری باقی ہے تو وہ کبھی حجر رضی اللہ عنہ کو ان کے سامنے پکڑوا کر شام میں قتل نہ کرتا۔ لیکن اس جگر خوارۂ ہند کے بیٹے نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ اب لوگ اٹھ گئے۔''

حضرت حجر رضی اللہ عنہ بن عدی کا مرتبہ

امام حاکم نے مستدرک حاکم ج:3 میں صحابہ کے حالات بیان کرتے ہوئے ص:468 پر ایک باب کا عنوان قائم کیا۔ حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کے مناقب جو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راہب (درویش صفت) صحابی تھے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تلخیص مستدرک حاکم میں بھی یہی عنوان موجود ہے۔ امام ابن کثیر

نے البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ امام ابن عبدالبر "الاستیعاب" میں فرماتے ہیں کہ حجر رضی اللہ عنہ صاحب فضیلت صحابہ میں سے تھے۔ ان عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حجر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی طرح مرزبانی کا یہ قول بھی منقول ہے کہ حجر بن عدی اپنے بھائی ہانی بن عدی کے ساتھ وفد کی صورت میں خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تھے۔

پھر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یحییٰ بن سلیمان کا قول نقل کرتے ہیں کہ حجر رضی اللہ عنہ بن عدی مستجاب الدعوات اور افاضل اصحاب النبیؐ میں سے تھے۔ الاستیعاب میں ابن نافع سے منقول ہے کہ وہ حضرت حجر رضی اللہ عنہ کو رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دیتے ہوئے ان سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس قتل پر فرمایا:

"افسوس اور خرابی ہے اس کیلئے (یعنی معاویہ) جس نے حجر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا۔" (امام ابن عبدالبر الاستیعاب ج:1، ص:357)

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الاصابہ میں امام حاکم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت حجر رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی حضرت ہانی رضی اللہ عنہ وفد کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تھے۔ پھر ابن حجر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر بن حفص کا قول نقل کیا ہے جس کے مطابق حضرت حجر رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور ان سے روایت کردہ حدیث لکھی ہے۔

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسد الغابہ میں لکھا کہ حضرت حجر رضی اللہ عنہ کا لقب حجر الخیر (نیکی کرنے والا یا نیکو کار حجر) مشہور تھا اور آپ اپنے بھائی کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور فاضل صحابی اور اعیان صحابہ میں شمار کئے جاتے تھے۔ قتل کے وقت وہ اتنے بوڑھے تھے کہ جم کر سواری پر بغیر سہارے کے نہ بیٹھ سکتے تھے۔

حضرت حجر رضی اللہ عنہ بن عدی کا جرم

کسی حکمران کی حکومت کو خوش دلی سے تسلیم نہ کرنا اور کسی اور کو اس کے مقابلہ میں

زیادہ مستحق حکمرانی سمجھنا شرعاً بغاوت کے جرم کے تحت نہیں آتا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ نے پوری زندگی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی اور وہ انصار رضی اللہ عنہم کو مستحق خلافت سمجھتے تھے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا تاریخی واقعہ معاویہ کے والد ابوسفیان کا لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اور ابوسفیان نے حضرت علی علیہ السلام کو کہا کہ قریش کے سب سے چھوٹے قبیلے نے خلافت پر قبضہ کر لیا، اے علی علیہ السلام، اگر تم پسند کرو تو خدا کی قسم میں اس وادی کو پیادوں اور سواروں سے بھر دوں گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ تم ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام کے دشمن بنے رہے مگر اس سے اسلام اور مسلمانوں کو کوئی نقصان نہ پہنچ سکا۔ ہماری رائے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منصب خلافت کے اہل ہیں۔

یہ واقعہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج السنہ میں کئی بار نقل کیا اور دوسری کتابوں میں بھی نقل ہوتا آ رہا ہے۔ اگر کسی کو حکمران کے خلاف اکسانا جرم ہے تو یہ جرم معاویہ کے ابا جان ابوسفیان پہلے ہی کر چکے ہیں، پھر حضرت حجر رضی اللہ عنہ پر اتنا غصہ کیوں؟

مزید یہ کہ حنفی مسلک کے شمس الآئمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ المبسوط ج:10، ص:125 پر فرماتے ہیں:

> ''حضرت علی علیہ السلام کی حدود سلطنت میں رہ کر خارجی ان کو گالیاں دیتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام نے ان کو کوئی سزا نہ دی۔ اس میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ حکمران کو گالی دینا موجب تعزیر نہیں ہے۔''
>
> حضرت حجر رضی اللہ عنہ کے خلاف یکطرفہ گواہیاں لے کر امیر معاویہ نے سزائے موت سنا دی اور ان کو اپنا موقف پیش کرنے کا موقعہ نہ دیا گیا۔ ان کے خلاف زیاد نے زبردستی گواہیاں کیسے لیں ان کا ذکر امام ابن جریر نے اپنی تاریخ میں ج:4، ص:200 پر کیا ہے۔''

اسی کتاب میں ج:4، ص:303 پر امام لکھتے ہیں: ''جب سارے ملزم مرج عذراء کے مقام پر قید کر دیئے گئے تو انہیں وہاں یزید بن حجیہ کے ذریعے معلوم ہوا کہ انہیں سزائے موت ملنے والی ہے۔ اس پر حضرت حجر رضی اللہ عنہ نے یزید سے کہا کہ وہ معاویہ سے جا کر

کہیں کہ ہم اپنی بیعت پر قائم ہیں اور ہمارے خلاف گواہی دشمنی و تہمت پر مبنی ہے۔ یزید نے پیغام بھیجوایا مگر معاویہ نے جواب دیا کہ زیاد ہمارے نزدیک حجر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچا ہے۔'' جب معاویہ سے ملزم پیش کرنے کی بات کی گئی تو انہوں نے کہا میں ان کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ (امام ذہبی، سیر اعلام النبلاء)

جب معاویہ سے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو حجر نے کہا ہم بیعت پر قائم ہیں لیکن معاویہ نے پھر بھی ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ (الاصابہ، ابن حجر، ج:1، ص:329، نمبر شمار 1624)

حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کا اصل جرم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت تھا اور یہی ان کے قتل کا سبب تھا۔ (مستدرک حاکم، ج:3، ص:470)

یزید کی ولی عہدی

امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی کیلئے خوف اور لالچ کے ذرائع سے بیعت لے کر اس امکان کا خاتمہ کر دیا کہ خلافت علی منہاج النبوۃ کبھی بحال ہو سکے

بیعت یزید اور عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

یزید کو جب ولی عہد نامزد کیا تو اس وقت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ عشرہ مبشرہ میں سے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص بھی زندہ تھے۔

(شرح مسلم از علامہ اُبی مالکی، ج:2، ص:261)

امام ذہبی اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''بیعتِ یزید کی طرح زبردستی کسی کی بیعت نہیں لی گئی

(البدایہ والنہایہ، ج:8، ص:86، سیر اعلام النبلاء، ج:3، ص:148-149)

یہ بات تمام محدثین نے لکھی ہے کہ یزید شرابی اور تارک نماز تھا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ، سیر اعلام النبلاء، ج:4، ص 318)

جبکہ شراب ام الخبائث ہے۔

(صحیح الجامع الصغیر، ج:1، ص:632، حدیث:3344، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، ج:4، حدیث:1854)

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یزید ولی بھی ہوتا تو بھی اس کو خلیفہ نامزد کرنا غلط ہوتا کیونکہ اس سے امت میں اس بری رسم نے جنم لیا کہ ہر مرنے والا اپنے بیٹوں کو ولی عہد بنا دے۔ (امام ذہبی رحمۃ اللہ سیر اعلام النبلاء، ج:3، ص:318)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کاش امیر معاویہ اپنے بیٹے یزید کیلئے ولی عہدی کا اعلان نہ کرتے اور امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد امت کو اختیار دے دیتے۔ یزید کو ولی عہد بنانے کے عمل سے امام حسین علیہ السلام دکھ سے بھر گئے کہ معاویہ نے اپنے بیٹے کیلئے زبردستی بیعت لی لہٰذا امام حسین علیہ السلام اس کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔

(سیر اعلام النبلاء امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ج:3،ص:291-292)

علامہ وحید الزماں بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہ کی آخری حدیث کی شرح میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بیٹے عبداللہ کا خلافت میں کوئی حق نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہی ایک کام دیکھ لو اور اس کو معاویہ کے کام سے ملاؤ کہ انہوں نے مرتے وقت زبردستی اپنے ناخلف بیٹے یزید سے بیعت کرادی تو دونوں میں زمین آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر طعنے کرتے ہیں ان کو یہ کاروائی دیکھ کر شرمانا چاہیے۔

علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ **کتاب التفسیر، سورہ احقاف باب والذی قال لو الولدیہ اف لکما** میں بیان شدہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں "افسوس کہ معاویہ کو اپنی آخر عمر میں حقانیت کا کچھ خیال نہ ہوا اور انہوں نے امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہل استحقاق کے زندہ ہوتے ہوئے بھی اپنے نالائق بیٹے یزید کو خلافت دینا چاہی اور اس پر طرّہ یہ کیا کہ ایسی خود غرضی کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سے مقدس حضرات کا طریقہ قرار دیا۔"

یزید کی ولی عہدی کے بارے میں خود امیر معاویہ کی رائے

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب منہاج السنہ کی تلخیص المنتقیٰ کے نام سے کی ہے۔ اس میں معاویہ کے عنوان کے تحت امام نے لکھا کہ امیر معاویہ نے یزید سے کہا "مجھے سب سے زیادہ اس کام (یعنی ولی عہدی) کا خوف ہے، جو تیرے معاملہ میں ہوا۔"

دورِ یزید کے بارے میں نبوی پیش گوئی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے ساٹھ سال بعد حکمرانوں کے جانشین ایسے ہوں گے جو نماز کو ضائع کر دیں گے، اپنی خواہشات کی پیروی کریں گے اور جہنم کے گڑھے میں جا پڑیں گے۔ ان کے بعد ایسے لوگ جانشیں ہوں گے جو قران تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور قرآن کی تلاوت تین طرح کے لوگ کرتے ہیں، مومن، منافق اور فاجر راوی حدیث بشیر کہتے ہیں کہ میں نے ولید سے پوچھا کہ تین لوگ کیسے ہیں۔ انہوں نے کہا منافق تو اس کا منکر ہوتا ہے، فاجر اس کے ذریعے کھاتا ہے اور مومنؒ اس پر ایمان رکھتا ہے۔ (مسند احمد حدیث نمبر 11360)

مفتی محمد شفیع دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شہید کربلا میں خلافت اسلامیہ پر ایک حادثہ عظیمہ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ

''بالآخر بیعت یزید کا قصد کر لیا جاتا ہے اور اسلام پر یہ پہلا حادثہ عظیم ہے کہ خلافت نبوت ملوکیت میں منتقل ہوتی ہے۔''

آگے لکھتے ہیں کہ یزید کے ذاتی حالات بھی اس کی اجازت نہ دیتے تھے کہ اس کو تمام ممالک اسلامیہ کا خلیفہ مان لیا جائے۔

دیو بندی عالم مولانا عبید اللہ انور فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین کی سنت یہ ہے کہ مسلمانوں کی مجلس شوریٰ خلیفہ منتخب کرے مگر امیر معاویہ نے قیصرو کسریٰ کی سنت کے مطابق بادشاہت کا سلسلہ قائم کر دیا، اس واسطے آپ (حضرت حسین علیہ السلام) اصولاً اس کاروائی کے خلاف تھے۔ یزید ذاتی طور پر بھی اس قابل نہ تھا۔ (خدام الدین مورخہ 22 جون 1962ء ص:9)

مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے افراط سے کام

لیا اور کہا کہ جب یزید بالاتفاق تمام مسلمانوں کا رہبر بن گیا تو اس کی اطاعت امام حسین علیہ السلام پر واجب تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ مسلمانوں کا اتفاق اس کی امارت پر کب ہوا تھا، صحابی اور اولاد صحابہ کی ایک جماعت اس کی اطاعت سے خارج تھی اور جنہوں نے اس کی اطاعت قبول کی تھی جب ان کو یزید کی شراب خوری اور ترک صلوٰۃ اور زنا اور محارم کے ساتھ حرام کاری کی حالت معلوم ہوئی تو مدینہ منورہ میں واپس آکر انہوں نے بیعت کو فسخ کر دیا۔ (فتاویٰ مولانا عبدالحئی، ص:79)

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ رئیس کا تقرر اگر بشکل انتخاب نہ ہو تو وہ مسلمانوں کے نزدیک امام اسلام نہیں ہوسکتا بلکہ قیصر و کسریٰ سمجھا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مشہور حدیث میں اسی قسم کی حکومت کو ملک عضوض فرمایا ہے۔ (مقالات الہلال ص:114)

کہا جاتا ہے کہ یزید کی ولی عہد کی تجویز کی ابتداء مغیرہ بن شعبہ کی طرف سے ہوئی۔ معاویہ انہیں کوفے کی گورنری سے معزول کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ کو اس بات کی خبر مل گئی۔ وہ فوراً کوفہ سے دمشق پہنچے اور یزید سے مل کر کہا ''صحابہ کے اکابر اور قریش کے بڑے لوگ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ امیر المومنین تمہارے لیے بیعت لے لینے میں تامّل کیوں کر رہے ہیں۔'' یزید نے اس بات کا ذکر اپنے والد سے کیا۔ انہوں نے مغیرہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیا بات ہے جو تم نے یزید سے کہی؟ مغیرہ نے جواب دیا: ''امیر المومنین آپ دیکھ چکے ہیں کہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد کیسے کیسے اختلافات اور خون خرابے ہوئے۔ اب بہتر یہ ہے کہ آپ یزید کو اپنی زندگی ہی میں ولی عہد مقرر کر کے۔ بیعت لے لیں تاکہ اگر آپ کو کچھ ہو جائے تو اختلاف برپا نہ ہو۔'' امیر معاویہ نے پوچھا کہ اس کام کو پورا کرنے کی ذمہ داری کون لے گا؟ مغیرہ نے کہا اہل کوفہ کو میں سنبھال لوں گا اور اہل بصرہ کو زیاد، اس کے بعد اور کوئی مخالفت کرنے والا نہیں۔ مغیرہ بن

شعبہ نے معاویہ کے پاس سے باہر نکل کر کہا کہ معاویہ کا پاؤں ایسی دلدل میں پھنسا آیا ہوں جہاں سے وہ قیامت تک نہیں نکل سکتے۔ (تاریخ الخلفاء، ص:255، اردو، امام سیوطی)

مگر یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ یزید کو ولی عہد بنانے کا خیال امیر معاویہ کا اپنا تھا۔ اس کے باوجود اس روایت کے آخری فقرے کی صداقت بالکل واضح ہے اور یزید کی ولی عہدی تا قیامت معاویہ کے گلے کا ہار بن گئی۔

یہ بات کر کے مغیرہ بن شعبہ کوفے آئے اور دس آدمیوں کو تیس ہزار درہم دے کر اس بات پر راضی کیا کہ ایک وفد کی صورت میں معاویہ کے پاس جائیں اور یزید کی ولی عہدی کیلئے ان سے کہیں۔ یہ وفد مغیرہ بن شعبہ کے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کی سرکردگی میں دمشق گیا اور اس نے اپنا کام پورا کیا۔ بعد میں امیر معاویہ نے موسیٰ کو الگ بلا کر پوچھا:

''تمہارے باپ نے ان سے کتنے میں ان کا دین خریدا ہے؟ تو موسیٰ نے کہا تیس ہزار درہم میں۔ امیر معاویہ نے کہا ''تب تو ان کا دین ان کی نگاہ میں بہت ہلکا ہے۔''

یزید کی ولی عہدی کیلئے ابتدائی تحریک کسی صحیح جذبے کی بنیاد پر نہیں ہوئی بلکہ ایک گورنر نے اپنے ذاتی مفاد یعنی نوکری بچانے کیلئے وقت کے حکمران کے ذاتی مفاد سے اپیل کر کے اس تجویز کو جنم دیا۔

یہ قصہ امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے الکامل ج:3، ص:249، امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ، ج:8، ص:79، ابن خلدون نے تاریخ ج:3، ص:15-16 پر لکھا ہے۔

امام سیوطی اپنی کتاب تاریخ الخلفاء، اردو، ص:252 باب معاویہ بن ابی سفیان میں عرب کے چار عقل مند کے ترجمہ کے تحت لکھتے ہیں۔

قبیصہ بن جابر کہتے ہیں کہ میں مغیرہ بن شعبہ کے ساتھ ہی رہا ہوں۔ ان کا حال یہ ہے کہ اگر کسی شہر کے آٹھ دروازے ہوں اور ہر ایک دروازے سے کوئی شخص مکر کئے بغیر نہ نکل سکتا ہو تو یہ آٹھوں دروازوں سے بڑی آسانی سے گزر سکتے ہیں۔

اس کے بعد یہ تجویز زیاد کو بھجوائی گئی جس نے اس کی چند مشوروں کے ساتھ تائید کی۔اور معاویہ کو یہ بھی مشورہ دیا کہ آپ اس معاملے میں جلدی نہ کریں۔ (حوالہ ایضا)

امیر معاویہ نے اپنی موت سے چار سال پہلے ہی لوگوں کو یزید کی ولی عہدی کیلئے تیار کرنا شروع کر دیا۔ایک دن ایک وفد ان سے ملنے آیا تو ایک شامی یزید بن مقنع نے دربار میں تلوار لہرا کر وفد سے کہا ہمارے امیر المومنین معاویہ ہیں اور ان کے بعد یہ یزید ہے اور جو نہ مانے اس کیلئے تلوار ہے۔اس پر امیر معاویہ نے اسے کہا بیٹھ جا تو سید الخطباء ہے۔

مسند ابو یعلیٰ پر حاشیہ اہل حدیث عالم مولانا ارشاد الحق اثری نے لکھا ہے۔اس کی روایت نمبر 7138، ج:6 میں مندرجہ ذیل واقعہ بیان ہوا ہے، جس کے راویوں کو اثری صاحب نے ثقہ لکھا ہے۔

امیر معاویہ نے گورنر مدینہ کو لکھا کہ مدینہ سے وفد بھیجو۔اس نے عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کو وفد کا سردار بنا کر بھجوا دیا۔جب دمشق پہنچ کر وفد نے ملاقات کی اجازت مانگی تو امیر معاویہ نے تجاہل عارفانہ سے پوچھا یہ عمرو کس لئے آیا ہے؟ (حالانکہ خود بلایا گیا تھا) معاویہ نے کہا اگر وہ رقم مانگتا ہے تو دو، میں اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتا۔(معاویہ نے یہ ان سب اصحاب کو ذلیل کرنے کیلئے کہا تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ دور بدل گیا جب تمہاری عزت ہوتی تھی)۔عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رقم لینے نہیں بات کرنے آیا ہوں۔معاویہ نے ایک دن فجر کے وقت ملاقات کیلئے بلا لیا۔ملاقات میں عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ نے کہا معاویہ! یزید کو کسی چیز کی کمی نہیں۔قریش کے خاندان سے ہے، مال بھی اس کے پاس بہت ہے، میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تجھے بتاؤں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو رعیت دیتا ہے تو قیامت کے دن اس سے پوچھے گا کہ تم نے رعایا سے کیسا برتاؤ کیا؟ تو جس کو خلیفہ بنانے لگا ہے، اس کا حال ہم سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔میں تجھے اللہ کا خوف دلاتا ہوں کہ امت محمدیہ پر کس کو حکمران بنا کر جا رہا ہے۔(یاد رہے اس وقت عشرہ مبشرہ میں سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ زندہ تھے۔) اس وقت سخت سردی

کا موسم تھا مگر بات سن کر معاویہ کو پسینہ آ گیا اور سانسیں تیز ہو گئیں۔ تین بار پسینہ پونچھنے کے بعد امیر معاویہ نے کہا تو خیر خواہ آدمی ہے۔ تو نے اپنے خیال سے جو درست سمجھا کہا۔ بات یہ ہے کہ اور صحابہ کے بھی بیٹے ہی باقی رہ گئے ہیں اور میرا بھی بیٹا ہے۔ میرا بیٹا ان سے بہتر ہے۔ تو ان باتوں کو چھوڑ اور مانگ جو مانگتا ہے۔ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ نے کہا میری کوئی حاجت نہیں ان کے بھائی نے کہا چھوڑ عمرو! ہم مدینہ سے اونٹوں کے جگر جلا کر یہاں شام میں چند باتیں سنانے نہیں آئے، ہمیں کچھ لینے دے۔ اس طرح بھائی بک گیا۔ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ نے کہا، میں تو یہی بات کرنے آیا تھا۔ امیر معاویہ نے کہا عمرو کے بھائی کو رقم دے دو اور عمرو کیلئے بھی ویسی ہی تھیلی لاؤ۔

اس طرح معاویہ نے ایک طرف ڈنڈے اور دوسری طرف پیسے کے زور سے یزید کی بیعت لی۔

یزید کی بیعت کے بارے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی رائے

یزید کی بیعت گنتی کے چند صحابہ نے کی تھی۔ ان کا موقف امام ابن عبدالبر نے "التمہید ج:16،ص:354-355، پر بیان کیا ہے۔

وہب بن کیسان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ صحابی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب مسلم بن عقبہ (مسرف بن عقبہ) مدینہ آیا تو مختلف قبیلے آ آ کر بیعت کرنا شروع ہوئے۔ قبیلہ بنو سلمہ نے بھی بیعت کر لی مگر میں نہ گیا۔ مسلم بن عقبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اصرار کیا اور قتل کی دھمکی دی۔ قبیلہ والوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس کے مطالبہ کا ذکر کیا۔ حضرت جابر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے مشورہ مانگا۔ ام المومنین نے کہا خدا کی قسم یہ بیعت ضلالت ہے (گمراہی کی بیعت) مگر میں نے مجبوراً اپنے بھتیجے عبداللہ کو بھی بیعت کا مشورہ دیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس بات سے میں سمجھا وہ اپنے بھتیجے کی اور میری جان

بچانا چاہ رہی ہیں لہٰذا میں گیا اور میں نے بیعت کر لی۔

اگر بیعت کرنا ہی سب کچھ ہو تو لوگوں نے تو مختار ثقفی کی بھی بیعت کی تھی جیسا کہ التمہید ج:16، ص:355 پر لکھا ہے۔

سماک بن حرب کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک آدمی جس نے مختار ثقفی کی بیعت کی تھی، پوچھا کہ ہم نے اس آدمی (مختار) کی بیعت کی ہے۔ اس میں کوئی نقصان تو نہیں؟ سماک بن حرب نے کہا جیسے اس پتھر کی بیعت ہے، ویسے ہی اس مختار کی بیعت ہے یعنی بے اثر ہے کیونکہ یہ زبردستی کی بیعت ہے، بیعت تو دل میں ہوتی ہے۔ اگر تو دل سے اس بات کا منکر ہو جو وہ حکمران کہہ رہا ہے تو ایسی بیعت کا کوئی حرج نہیں۔

مصر کے مشہور سلفی عالم علامہ سید رشید رضا مصری رحمۃ اللہ علیہ (صاحب تفسیر المنار) اپنی کتاب الخلافۃ الامامۃ العظمیٰ میں ص:46 -47) پر لکھتے ہیں:

یزید کیلئے معاویہ کی طرف سے نامزدگی کو بھلا کوئی صاحب عقل اور اہل علم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمل پر قیاس کر سکتا ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مصلحت اور حق وعدل کے پیش نظر اہل حل وعقد کے مشورہ اور رضامندی کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو نامزد فرمایا تھا۔ اور فاسق و فاجر یزید کی نامزدگی کیلئے ایک طرف قوت و طاقت سے کام لیا گیا تو دوسری طرف بڑے بڑے لوگوں کو عہدوں کی رشوت کے ذریعہ راضی کرنے کی کوشش کی گئی اس کے بعد بری بدعات یکے بعد دیگرے ظہور میں آتی رہیں۔ اہل جور و طمع نے طاقت حاصل کر لی اور امامت کو اولاد رشتہ داروں کیلئے دیگر مال و متاع کی طرح وراثت اور ترکہ بنا دیا۔ حالانکہ یہ طریقہ کار تعصب پر مبنی ہے جو ہدایت قرآنی اور سنت اسلام کے منافی ہے۔

علامہ رشید رضا ص:61 پر لکھتے ہیں:

مسلمانوں کا سب سے زیادہ نقصان اس مسئلہ نے کیا ہے جو علماء نے اپنا لیا کہ حکومت پر زبردستی قبضہ کرنے والے کی اطاعت شرعاً فرض ہے اور جو اس سے روگردانی کرے گا وہ مجرم ہوگا۔ جو اصل الاصول تھا کہ حکومت حاصل کرنے کے لئے کوئی کوشش نہ کرے، اس اصول کی بجائے یہ کلیہ بنالیا کہ متغلب بھی شرعی حاکم ہے۔ بادشاہت کو اپنے خاندان میں محصور کر دینے کیلئے جب باغیوں کی اپنی اولاد میں سے کسی کی نامزدگی اور تعین کا حق شرعی بنا دیا گیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ کے عمرؓ کو نامزد کرنے اور معاویہ کے یزید کو نامزد کرنے میں کوئی فرق محسوس نہیں کیا گیا جبکہ ایک نے اپنے فاسق بیٹے یزید کو مسلمانوں کی رائے کے برعکس جانشین مقرر کیا تو دوسرے (یعنی ابوبکرؓ) نے ارباب حل وعقد سے مشورہ اور ان کی رضا جوئی کے بعد بے شمار فضائل کے حامل امام عادل عمرؓ کو اپنا جانشین منتخب کیا تھا۔

وہ آگے ص: 62 پر لکھتے ہیں:

''معاویہ نے ایسے فاسق بیٹے یزید کیلئے طاقت اور رشوت کے ذریعے بیعت لی تو حجاز ہی وہ سرزمین تھی جہاں انہیں قولاً یا عملاً مقابلہ کرنا پڑا۔''

بنوامیہ کا یہ جرم معاف نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے اسلامی حکومت کا بنیادی اصول ہی بدل دیا۔ وہ اصول مشورے سے خلیفہ کا انتخاب بذریعہ اہل حل وعقد تھا۔ اس اصول کی بجائے بنوامیہ نے نیا اصول بنایا کہ طاقت ہی حق ہے یعنی (MIGHT IS RIGHT)، بنو امیہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شرعی اصول کو برباد کر دیا اور ان کے بعد آنے والوں نے ان کی پیروی کی۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی اپنی کتاب التعلیق الممجد ج:ص:259 پر لکھتے ہیں:

''معاویہ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو ایک لاکھ درہم بھیجے جو انہوں نے واپس کر دیئے اور کہا میں اپنا دین دنیا کے عوض نہیں بیچ سکتا۔''

امام بخاری کے استاد خلیفہ بن خیاط کی تاریخ چھپ گئی ہے۔ وہ ص:214-215 پر لکھتے ہیں:

ہم سے وہب نے اس سے ابی الحرب نافع نے بیان کیا کہ معاویہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں خطبہ دیا اور کہا خدا کی قسم، یا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کرے ورنہ ضرور بالضرور میں اسے قتل کردوں گا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ تین دن کا سفر کر کے مکہ گئے اور بتایا کہ معاویہ نے یہ اعلان کیا ہے۔ جب ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو بہت روئے۔ یہی خبر عبداللہ بن صفوان صحابی رضی اللہ عنہ کو ملی۔ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور پوچھا کیا معاویہ نے ایسا کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں، ابن صفوان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تمہارا معاویہ سے جنگ کا ارادہ ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا صبر بہتر ہے۔ ابن صفوان رضی اللہ عنہ نے کہا تم جنگ کرو نہ کرو، اگر معاویہ نے تمہیں قتل کرنے کی کوشش کی تو میں اس سے جنگ کروں گا۔ جب معاویہ مکے آئے تو ابن صفوان رضی اللہ عنہ نے ان سے مل کر پوچھا کہ تم کہتے ہو اگر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے میرے بیٹے کی بیعت نہ کی تو تم اسے قتل کردو گے۔ معاویہ مکر گئے اور کہا میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کروں گا؟ خدا کی قسم میں انہیں قتل نہیں کروں گا۔

زیاد کی وفات (53ھ) کے بعد جب امیر معاویہ نے یزید کو ولی عہد بنانے کا فیصلہ کرلیا تو بااثر لوگوں کی رائے ہموار کرنے کی کوشش شروع کردی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک لاکھ درہم بھیجے اور یزید کی بیعت کیلئے راضی کرنا چاہا۔ انہوں نے کہا اچھا یہ روپیہ اس مقصد کیلئے بھیجا گیا تھا، پھر تو میرا دین بڑا ہی سستا ہوگیا۔'' یہ کہہ کر انہوں نے روپیہ لینے سے انکار کردیا۔

(ابن حجر رحمہ اللہ: فتح الباری، کتاب الفتن ج:13، ص:70، ابن اثیر۔الکامل، ج:3، ص:250، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج:8، ص:89، امام نووی شارح مسلم فی تہذیب الاسماء و اللغات، سیر اعلام النبلاء، ذہبی، ج:3، ص:158)

اسی طرح دوسرے چوٹی کے آدمی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بھی بیعت یزید پر راضی کرنے کیلئے ایک لاکھ درہم بھیجے جو انہوں نے واپس کردیئے اور فرمایا میں اپنا

دین دنیا کے عوض نہیں بیچ سکتا۔

پھر امیر معاویہ نے مدینہ کے گورنر مروان بن الحکم کو لکھا کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں، چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی ہی میں جانشین مقرر کر دوں، لوگوں سے پوچھو کہ جانشین مقرر کرنے کے معاملہ میں وہ کیا کہتے ہیں۔ مروان کو پھر لکھا کہ میں نے جانشینی کیلئے یزید کو منتخب کیا ہے۔ مروان نے پھر یہ معاملہ اہل مدینہ کے سامنے رکھ دیا اور مسجد نبوی میں تقریر کرتے ہوئے کہا ''امیر المومنین نے تمہارے لیے مناسب آدمی تلاش کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو جانشین بنایا ہے۔ یہ بہت اچھی رائے ہے جو اللہ نے ان کو سجھائی ہے۔ اگر وہ اس کو جانشین مقرر کر رہے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے بھی جانشین مقرر کئے تھے۔

اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے کہا:

''اے مروان! تم جھوٹ بولتے ہو اور معاویہ بھی جھوٹ بولتا ہے۔ تم نے ہرگز امت محمدیہ کی بھلائی نہیں سوچی۔ تم اسے قیصریت بنانا چاہتے ہو کہ ایک قیصر مرا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا آ گیا۔ یہ سنت ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی اولاد میں سے کسی کو جانشین نہیں بنایا تھا۔''

مروان نے کہا پکڑو اس شخص کو یہی ہے وہ جس کے بارے میں قرآن میں اللہ نے فرمایا:

''اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف ہے تم پر! تم مجھے یہ بتاتے ہو کہ میں زمین سے اٹھایا جاؤں گا حالانکہ بہت سے لوگ مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں اور وہ دونوں خدا کی جناب میں فریاد کرتے تھے کہتے تھے کہ کم بخت ایمان لا۔ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ تو کہنے لگا یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔''

(الاحقاف 17/44)

''حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بھاگ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں پناہ لے لی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بول اٹھیں کہ مروان نے جھوٹ کہا! ہمارے خاندان کے کسی

فرد کے بارے میں یہ آیت نہیں آئی ہے بلکہ ایک اور شخص کے بارے میں آئی ہے جس کا نام میں چاہوں تو بتا سکتی ہوں۔ البتہ مروان کے باپ پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی تھی جبکہ مروان ابھی اس کی صلب میں تھا۔

''اس موقعہ پر مروان نے منبر سے اتر کر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سخت کلامی کی اور انہوں نے اس کو ویسے ہی جواب دیئے تو آخر واپس چلا گیا۔''

(فتح الباری، ج:8،ص:577)

اس مجلس میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی یزید کی ولی عہدی ماننے سے انکار کردیا۔ (تفسیر ابن کثیر، ج: 4،ص: 159، زیر آیت ہذا، امام ابن حجر، فتح الباری، ج:8،ص:516-517،حدیث نمبر 4827)

اس واقعہ کا مختصر ذکر بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورہ احقاف میں ہے۔ امام ابن حجر نے فتح الباری ج:8 میں حدیث نمبر 4827 کے تحت اس کی تفصیلات نسائی، اسماعیلی، ابن المنذر، ابویعلیٰ اور ابن ابی حاتم سے نقل کیں۔ امام ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ابن ابی حاتم اور نسائی کے حوالہ سے اس کی بعض تفصیلات کو نقل کیا ہے۔

(مزید تشریح کے لئے ملاحظہ ہو، الاستیعاب ج:2،ص:393، البدایہ والنہایہ، ج:8،ص:89، الکامل ابن اثیر ج:3،ص:250)

امام ابن اثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''بعض روایات کی رو سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا انتقال 53ھ میں ہو چکا تھا۔ اس لیے اگر یہ صحیح ہے تو وہ اس موقعہ پر موجود نہیں ہو سکتے۔''

لیکن حدیث کی معتبر روایات اس کے خلاف ہیں اور البدایہ والنہایہ میں ابن کثیر بتاتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا انتقال 58ھ میں ہوا ہے۔

اس واقعہ کے بعد وہ مکہ چلے گئے تھے پھر وہاں بھی امان نہ پا کر مکہ سے دس

میل دور حبشی پہاڑ پر چلے گئے جہاں ان کی موت پر سرار حالات میں ہوئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک مدت تک خیال رہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا ہے۔ (مستدرک حاکم ج:3،ص:476)

اسی زمانہ میں امیر معاویہ نے مختلف علاقوں سے وفود بھی طلب کئے اور یہ معاملہ ان کے سامنے رکھا۔لوگ جواب میں خوشامدانہ تقریریں کرتے رہے مگر حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ امیر معاویہ نے کہا ''ابو بحر، تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم سچ کہیں تو آپ کا ڈر ہے، جھوٹ بولیں تو خدا کا ڈر ہے۔ آپ یزید کے شب و روز، خلوت و جلوت، آمدورفت، ہر چیز کو خوب جانتے ہیں، اگر آپ اس کو اللہ اور اس امت کیلئے واقعی پسندیدہ جانتے ہیں تو اس کے بارے میں کسی سے مشورہ نہ کیجئے اور اگر آپ کے علم میں وہ اس سے مختلف ہے تو آخرت کو جاتے ہوئے دنیا اس کے حوالے کر کے نہ جایئے۔ رہے ہم تو ہمارا کام تو بس یہ ہے جو حکم ملے اس پر سمعنا اور اطعنا کہہ دیں۔

(الکامل ابن اثیر ج:3،ص:250-251،البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج:8،ص:80)

عراق، شام اور دوسرے علاقوں سے بیعت لینے کے بعد امیر معاویہ خود حجاز گئے کیونکہ وہاں کا معاملہ سب سے اہم تھا اور دنیائے اسلام کی وہ بااثر شخصیات جن سے مزاحمت کا اندیشہ تھا وہیں رہتی تھیں۔ مدینے کے باہر حضرت حسین رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان سے ملے۔ امیر معاویہ نے ان سے ایسا درشت برتاؤ کیا کہ وہ شہر چھوڑ کر مکے چلے گئے۔ اس طرح مدینے کا معاملہ آسان ہوگیا۔ پھر امیر معاویہ نے مکے کا رخ کیا اور ان چاروں اصحاب کو خود شہر کے باہر بلا کر ان سے ملے۔ اس مرتبہ ان سے برتاؤ اس سے برعکس تھا۔ جو مدینے کے باہر ان سے کیا تھا۔ ان پر بڑی مہربانیاں کیں۔ انہیں اپنے ساتھ لئے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ پھر تخلیے میں بلا کر انہیں یزید کی بیعت پر راضی کرنے کی کوشش کی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی کہ آپ تین کاموں سے ایک کام کیجئے یا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح کسی کو جانشین نہ

بنائیے۔لوگ خود اسی طرح کسی کو خلیفہ بنالیں گے جس طرح انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو بنایا تھا۔یا پھر وہ طریقہ اختیار کیجئے جو حضرت ابوبکرؓ نے کیا کہ اپنی جانشینی کیلئے حضرت عمرؓ جیسے شخص کو مقرر کیا جن کے ساتھ ان کا کوئی دور کا رشتہ بھی نہ تھا۔یا پھر وہ طریقہ اختیار کیجئے، جو حضرت عمرؓ نے اختیار کیا کہ چھ آدمیوں کی شوریٰ تجویز کی اور اس میں ان کی اولاد میں سے کوئی شامل نہ تھا۔

امیر معاویہ نے باقی حضرات سے پوچھا کہ آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟انہوں نے کہا ہم بھی وہی کہتے ہیں جو ابن زبیرؓ نے کہا ہے۔اس پر امیر معاویہ نے کہا''اب تک میں تم لوگوں سے درگزر کرتا رہا ہوں۔اب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی نے میری بات کے جواب میں ایک لفظ بھی کہا تو دوسری بات اس کی زبان سے نکلنے کی نوبت نہ آئے گی،تلوار اس کے سر پر پہلے پڑ چکی ہوگی۔

پھر اپنے باڈی گارڈ دستے کے افسر کو بلا کر حکم دیا کہ ان میں سے ہر آدمی پر ایک ایک آدمی مقرر کردو اور اسے تاکید کردو کہ ان میں سے جو بھی میری بات کی تردید یا تائید میں زبان کھولے،اس کا سر قلم کردے۔

اس کے بعد امیر معاویہ ان چاروں کو لے کر مسجد میں آئے اور اعلان کیا کہ یہ مسلمانوں کے سردار اور بہترین لوگ ہیں،جن کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جاتا،یزید کی ولی عہدی پر راضی ہیں اور انہوں نے بیعت کرلی ہے،لہٰذا تم لوگ بھی بیعت کرلو۔

اب لوگوں کی طرف سے انکار کا کوئی سوال ہی باقی نہ تھا۔اہل مکہ نے بھی بیعت کرلی۔'' (الکامل ابن اثیر ج:3،ص:252)

امام سیوطی کہتے ہیں کہ یزید کو ان کے والد نے اپنی زندگی میں ولی عہد مقرر کیا تھا اور لوگوں کو مجبور کر کے بیعت لی۔ (تاریخ الخلفاء(اردو)ص:255)

اس طرح خلافت راشدہ کے نظام کا آخری اور قطعی طور پر خاتمہ ہوگیا۔ خلافت کی جگہ شاہی خانوادوں (Dynasties) نے لے لی اور مسلمانوں کو اس کے بعد سے آج تک پھر اپنی مرضی کی خلافت نصیب نہ ہوسکی۔

اسلام کا طریقہ بیعت

اسلام میں بیعت اقتدار کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ اس کا سبب ہوتی ہے بیعت حاصل ہونے میں آدمی کی کسی کوشش یا سازش کا دخل نہ ہو۔ لوگ بیعت کرنے یا نہ کرنے کے معاملے میں پوری طرح آزاد ہوں۔ جب تک کسی شخص کو بیعت حاصل نہ ہو وہ برسر اقتدار نہ آئے اور جب لوگوں کا اعتماد اس پر سے اٹھ جائے تو وہ اقتدار سے چمٹا نہ رہے۔ اسلام میں بیعت مانگی نہیں جاتی بلکہ بیعت کی جاتی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ نے زندگی بھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ ان سے کبھی بیعت مانگی اور نہ ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے 6 ماہ تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کوئی ایکشن نہ لیا۔

جبر واکراہ خدا کے نزدیک اتنا ناپسند ہے کہ اس نے سچا دین منوانے کیلئے بھی جبر پسند نہ کیا بلکہ انسانوں کو دونوں راستے سمجھا کر اپنی آزاد مرضی سے فیصلہ کرنے کیلئے چھوڑ دیا چاہے وہ کفر کرے چاہے ایمان لائے۔ جبر اتنا ناپسند ہے کہ اگر جبر کے تحت کسی کو کلمہ کفر بھی کہنا پڑے اور دل اسلام پر مطمئن ہو تو اس کا کلمہ کفر بھی معاف ہے۔ سورۂ الانعام نمبر 6 کی آیت نمبر 35 میں فرمایا گیا اگر خدا (زبردستی کرنا) چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔ اگر جبر واکراہ سے مسلمان بنانا درست نہیں تو اس طرح حکومت سنبھالنا کب جائز ہوسکتا ہے۔ سورہ نور: 23/24 میں فرمایا کہ جو عورت زنا پر مجبور کی گئی تو خدا بخشنے والا ہے۔ حاکم اگر ولی بھی ہو تب بھی اس کا زبردستی حکومت سنبھالنا بہت بڑا جرم ہے کیونکہ ارادہ وعمل کی آزادی سے تو انسان کو خدا نے بھی محروم نہیں کیا مگر اس نے کر دیا۔ جبر واکراہ اسلام میں ہی نہیں پوری دنیا کے ہر قانون میں بہت بڑا جرم ہے۔

واقعہ کربلا جبر و اکراہ کے خلاف بغاوت ہے کہ کسی کو یہ حق نہیں کہ امت پر اپنی مرضی زبردستی ٹھونسے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے بھی امیر معاویہ سے اسی لیے معاہدہ صلح کیا تھا کہ ان کو فری ہینڈ دے کر امت پر ان کا جبر واضح کر دیا جائے۔

امیر معاویہ اور ان کی پالیسی پر علماء اسلام کی رائے

(1) امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ظاہری اموی

اہل حدیثوں کے امام اپنی کتاب المحلیٰ میں لکھتے ہیں: '' خدا علی و ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنے والوں پر لعنت کرے۔'' (المحلیٰ ج:5، ص:64)

(2) مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

ان کے اخبار الہلال کی مکمل فائل کی ج:2، ص:6 پر اسلامی حکومت کے بارے میں آزاد لکھتے ہیں:

'' ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر قیامت کے دن دنیا کے ظالموں کی صفوف، عام فساق وفجار سے الگ قرار دی جائیں گے تو ان میں سب سے پہلی صف یقیناً بنی امیہ کی ہوگی۔ انہی ظالموں نے اسلام کی اس روح حریت کو غارت ظلم و استبداد کیا اور اس کے عین عروج اور نشو ونما کے وقت اس کی قوت نمو کو اپنی اغراض شخصیہ کے نیچے کچل ڈالا، ان کا اقتدار و تسلط فی الحقیقت امر بالمعروف کے سدّ باب کا پہلا دن تھا۔ نہ صرف یہ کہ انہوں نے اسلام کی جمہوریت کی روح کو غارت کر کے اس کی جگہ شخصی حکومت کی بنیاد ڈالی، جو یقیناً اعتقاد قرآنی کی رو سے کفر جلی تھا بلکہ سب سے بڑا جرم یہ کیا کہ اظہار حق اور امر بالمعروف کو تلوار کے زور سے دبا دینا چاہا۔

آگے لکھتے ہیں:

'' بنی امیہ کا سب سے بڑا ظلم جو انہوں نے اسلام پر کیا وہ یہ تھا کہ خلافتِ

راشدہ اسلامیہ کی بنا جو اجماع و مشورہ مسلمین پر تھی، اس کو حکومت شخصی و متبدہ و سلطنت ملکیہ سیاسیہ میں تبدیل کر دیا اور حکومت کی بنیاد شریعت پر نہیں رکھی بلکہ محض قوت و سیاست (یعنی Might is right) پر رکھی۔"

الہلال کی تیسری جلد میں مولانا آزاد عشرہ محرم کے تحت مضمون میں لکھتے ہیں:

"بنوامیہ کی حکومت ایک غیر شرعی حکومت تھی۔ کوئی حکومت جس کی بنیاد جبر و شخصیت پر ہو، کبھی بھی اسلامی حکومت نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے اسلام کی روح حریت و جمہوریت کو غارت کیا اور مشورہ و اجماع امت کی جگہ محض غلبہ جابرانہ اور مکر و خدع پر اپنی حکومت کی بنیاد رکھی۔ ان کا نظام حکومت شریعت الٰہیہ نہ تھا بلکہ محض اغراض نفسانیہ و مقاصد سیاسیہ تھا۔ ایسی حالت میں ضرور تھا کہ ظلم و جبر کے مقابلہ کی ایک مثال قائم کی جائے اور حق و حریت کی راہ میں جہاد کیا جاتا۔ حضرت سید الشہداء نے اپنی قربانی کی مثال قائم کر کے مظالم بنی امیہ کے خلاف جہاد حق کی بنیاد رکھی اور جس حکومت کی بنیاد ظلم و جبر پر تھی اس کی طاعت و وفاداری سے انکار کر دیا۔"

اہل حدیث عالم مولانا محمد شفیق پسروری نے اسلام اور جمہوریت نامی اپنی کتاب کے ص: 157-158، پر مولانا ابوالکلام آزاد کا ایک اقتباس نقل کیا جو کہ فتوح الشام ازدی کے حوالہ سے مولانا نے لکھا:

"اس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دربار روم میں کی گئی تقریر لکھنے کے بعد مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "اللہ بنوامیہ سے انصاف کرے جنہوں نے اسلام کی اس مقدس تصویر مساوات کو اپنی کثافت سے ملوث کر دیا اور اس کی بڑھتی ہوئی قوتیں عین دور عروج میں پامال مفاسدِ استبداد ہو کر رہ گئیں۔"

(3) امام صالح بن مہدی مقبلی یمنی رحمۃ اللہ علیہ

یہ یمن کے اہل حدیث عالم تھے اور یمن سے ہجرت کر کے مکہ آ گئے تھے۔ وہ اپنی کتاب

العلم الشامخ فی ایثار الحق علی الآباء و المشائخ میں ص:238 پر لکھتے ہیں:

''امیر معاویہ حکومت کے لالچی اور دنیا کے طالب تھے اور اس کیلئے ہر مکرو فریب روا رکھا اور یزید کی بیعت سے آخری کیل بھی ٹھونک دیا۔ جو کہتے ہیں کہ انہوں نے اجتہاد کیا، نیک نیتی سے غلطی کھا گئے، تو یہ لوگ یا تو جاہل ہیں یا گمراہ ہیں جو اپنی خواہشات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ کو اس عقیدہ پر گواہ بناتا ہوں۔''

(4) علامہ رشید رضا مصری صاحبِ المنار

یہ مصر کے مشہور اہل حدیث عالم تھے۔ وہ اپنی کتاب الخلافة ۔ الامامة العظمیٰ کے ص:62 (اردو) پر لکھتے ہیں:

امیر معاویہ نے اپنے فاسق بیٹے یزید کیلئے طاقت اور رشوت کے ذریعے بیعت لی۔

(5) مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی جماعت والے

یہ بانی تبلیغی جماعت محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور جماعت کے دوسرے امیر تھے۔ انہوں نے کتاب شرح المعانی الآثار کی شرح امانی الاحبار کے نام سے لکھی ہے۔ اس کی ج:4، ص:252 پر مولانا لکھتے ہیں:

''انسانوں سے تقیہ کوئی انہونی بات نہیں نہ اس سے دین میں کوئی خرابی آتی ہے۔ تقیہ کا جو معنی امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے وہ دین میں حرام نہیں بلکہ کئی موقعوں پر جائز ہوتا ہے۔ کیا اس معترض (اہل حدیث عالم) کو معلوم نہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص ساتھیوں میں سے تھے۔ یہ حضرت علی کے وہ اصحاب تھے جو امیر معاویہ کو بہت غلط جانتے تھے اور اس سے بغض رکھتے تھے۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کی زندگی میں امیر معاویہ سے جنگیں لڑتے رہے تھے مگر بعد میں انہوں نے تقیہ کے طور پر امیر معاویہ

کی بیعت کر لی۔ زیادہ نے ڈر کے مارے اور کچھ نے راضی ہو کر بیعت کی۔ اور اسی طرح اس کے بیٹے یزید کی بیعت بھی تقیہ کے طور پر کی تھی۔"

(6) امام ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ (حنفی) مجتہد

امام اپنی تفسیر احکام القرآن ج:1 ص:71 پر لکھتے ہیں:

"حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ تابعین کے سرداران ظالموں سے وظیفے لیتے تھے مگر ان سے محبت نہیں رکھتے تھے نہ وہ ان کی حکومت مانتے تھے۔ وہ وظیفے اس لیے لیتے تھے کہ یہ بیت المال میں ہمارے حقوق ہیں۔ پھر یہ لوگ حجاج بن یوسف کے مقابلے میں اٹھے اور چار ہزار عالم میدان میں آ گئے۔ وہ سارے تابعین میں نیک لوگ اور فقیہہ تھے۔ انہوں نے عبدالملک کی بیعت توڑ دی اور وہ اس پر لعنت کرتے تھے، اس سے براءت کا اظہار کرتے تھے۔ اس سے پہلے لوگ معاویہ کے ساتھ یہی معاملہ کرتے تھے (یعنی نہ کوئی اس کو خلیفہ مانتا تھا نہ اس سے محبت کرتا تھا۔) وہ جب علی کے قتل کے بعد زبردستی حکمران بن گیا تو حسن و حسین علیہما السلام بھی اس سے عطیے لیتے تھے اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی لیتے تھے۔ ان میں سے کوئی معاویہ سے محبت نہیں کرتا تھا بلکہ اس سے براءت کا اظہار کرتے تھے۔ جیسے علی علیہ السلام معاویہ کو باغی جانتے تھے اسی طرح صحابہ بھی اس کو باغی جانتے تھے۔ تو ظالم حاکموں سے وظیفہ لینا، ان کی ملازمت کرنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ لوگ ان کو خلیفہ برحق مانتے تھے۔"

(7) امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتح الباری شرح بخاری

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری ج:12، ص:392 پر لکھتے ہیں:

"ہم معاویہ کو جو خلیفہ کہتے ہیں تو یہ لغوی معنوں میں ہے ورنہ خلافت علی منہاج النبوۃ 30 سال تک تھی۔ معاویہ اور ان کے بعد آنے والوں کو لوگ بے شک خلیفہ کہہ دیتے ہیں مگر ان کا طریقہ بادشاہوں (ملوک) کا تھا۔"

(8) نواب سید صدیق حسن رحمۃ اللہ علیہ

اہل حدیث حضرات کے امام نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اپنی کتاب (یُغْنِیۃُ الرّائد فی شرح العقائد ص:100 پر لکھتے ہیں:

"معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ جو لڑائیاں لڑیں، وہ نفسانیت اور اپنی غرض کی خاطر تھیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ اجتہادی خطا تھی تو انصاف پسند لوگ اس کو نہیں مان سکتے۔"

نواب صاحب اپنی ایک اور کتاب ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل ص:510 پر لکھتے ہیں: مروان کا طلحہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا اجتہادی خطا نہیں تھی۔ مروان کا طلحہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا اسی طرح تھا جیسا کہ معاویہ کے کمر توڑ دینے والے کاموں کو کہتے ہو کہ وہ امیر المومنین علی علیہ السلام سے بغاوت کرنے میں مجتہد تھا۔

(9) پروفیسر یوسف سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ وہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے شارح بھی ہیں۔ وہ ارمغان حجاز کے ترجمہ وتشریح میں ص:84 پر لکھتے ہیں:

"اسلام میں خلافت کا دور صرف 30 سال تک رہا، 41ھ میں خلافت کی جگہ ملوکیت قائم ہوگئی یعنی عمرانی نظام کی حیثیت سے اسلام ہمیشہ کیلئے فنا ہوگیا۔ ہاں مذہب کی حیثیت سے ضرور باقی رہ گیا یعنی روح تو 41ھ میں نکل گئی لیکن لاشہ بے جان ابھی تک موجود ہے۔"

(10) امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معاویہ نے چار وہ کام کئے کہ ان میں سے ایک بھی ہلاکت کیلئے کافی تھا۔

(1) اس امت پر تلوار سونت لینا اور مشورے کے بغیر حکومت پر قبضہ کر لینا حالانکہ امت میں صحابہ موجود تھے۔

(2) اپنے بیٹے یزید کو جانشین بنانا حالانکہ وہ شرابی اور نشہ باز تھا، ریشم پہنتا تھا اور طنبورے بجاتا تھا۔

(3) زیاد کو اپنا بھائی بنانا حالانکہ نبی ﷺ کا صاف حکم موجود تھا کہ اولاد اس کی ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا اور زانی کیلئے پتھر ہیں۔

(4) حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور ان ساتھیوں کو قتل کر دینا۔ ہائے حجر کا قتل!

(امام ابن اثیر: الکامل ج:3،ص:242، ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج:8،ص:130)

آپ کا قول نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے: "اگر یزید ولی بھی ہوتا تو بھی اس کو خلیفہ بنانا غلط تھا۔ اس سے امت میں بری رسم نے جنم لیا۔ کہ ہر مرنے والا اپنے بیٹوں کو ولی عہد بنا دے۔" (سیر اعلام النبلاء ج:4،ص:318)

(11) مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ

مشہور اہل حدیث عالم مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی ج:3م،ص:230 پر لکھتے ہیں:

"حضرت سفینہ صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا معاویہ پہلا بادشاہ ہے اور خلافت نبوت سے مراد خلافتِ کاملہ لی جاتی ہے اور صرف پانچ اشخاص (سیدنا حسن علیہ السلام سمیت) میں منحصر ہے لہٰذا جب حدیث میں 12 خلفاء کا ذکر آئے تو وہ اس کے خلاف نہیں کیونکہ اس حدیث میں مطلق حکمرانوں کی بات ہے۔"

(12) سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

امام المحدثین سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علی علیہ السلام میں کوئی عیب نہ تھا اور معاویہ میں کوئی خوبی نہ تھی۔

(ابن کثیر بحوالہ علی ابن المدائنی: البدایہ والنہایہ، ج:8،ص:141)

(13) قاضی شریک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 177ھ)

یہ مہدی باللہ عباسی کے زمانہ میں بغداد کے قاضی تھے۔ ان سے کسی نے کہا

معاویہ بہت حلیم تھے۔ قاضی شریک نے کہا کہاں کا حلیم؟ جو شخص حق سے
نادان بن جائے اور علی علیہ السلام سے جنگ کرے وہ حلیم نہیں ہوسکتا۔
(عمر بن مظفر الوردی فی کتاب تیمیه المختصرفی اخبار البشر بحواله
ارجح المطالب ص:592)

(14) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنی صحیح میں کتاب المناقب میں ذکر معاویہ کے نام سے باب
ضرور باندھا مگر کوئی ایک حدیث بھی ان کی فضیلت کی نہیں لکھی۔ دو روایات
وتر کے متعلق اور ایک عصر کے بعد کی دو سنتوں کے متعلق لکھی ہیں۔
(ج:5،ص:9 تا 29)

(15) علامہ وحید الزماں حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بخاری و مسلم وغیرہ حدیث کی کتابوں کا ترجمہ وتشریح لکھی۔ وہ بخاری
کتاب المناقب ذکر معاویہ کے تحت لکھتے ہیں کہ امام نسائی اور اسحٰق بن راہویہ
نے کہا معاویہ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ (ج:5،ص:90)

بخاری کتاب الفتن باب اذا قال عند قوم شیئاً ثم خرج فقال بخلافه
کی پہلی حدیث کی شرح میں علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"یزید نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا دیا اور ان کی وفات پر (معاویہ)
بہت خوش ہوئے بلکہ یہ کہا امام حسن علیہ السلام ایک انگارہ تھے جس کو اللہ نے
بجھا دیا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ بھی اس سازش میں شریک
اور راز دار تھے۔ اس پر طرہ یہ کیا کہ آپ کو جین حیاتی وہ بھی مستعار خلافت کا
حق حاصل تھا آپ کو کیا اختیار تھا کہ عہد شکنی کر کے اپنے بیٹے کو خلافت دے
جائیں۔ اگر معاویہ صحابی نہ ہوتے تو ہم ان کی شان میں بہت کچھ کہہ سکتے
تھے۔ صحابیت کا ادب کر کے ہم سکوت کرتے ہیں۔"

(16) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ وحید الزمان بخاری کتاب لمناقب باب ذکر معاویہ کی آخری روایت کے تحت لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے ایک مرفوع حدیث بھی معاویہ کی فضیلت میں بیان نہیں کی۔ ادھر ادھر کے تذکرے کردیئے ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاص کتاب خصائص کبریٰ جناب علی علیہ السلام کے فضائل میں مرتب کی تو خارجیوں نے ان پر بلوہ کیا (دراصل شامیوں نے کیا تھا) اور کہا معاویہ کی فضیلت میں بھی تم نے کوئی کتاب لکھی۔ انہوں نے کہا ان کی فضیلت کہاں سے آئی یا ان کی فضیلت میں تو کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی البتہ ایک حدیث یہ ہے کہ اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے۔ اس پر خارجی مردوں (شامیوں) نے امام نسائی کو گھونسوں اور لاتوں سے شہید کرڈالا۔"

(17) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ

ان کی صحیح مسلم بھی معاویہ کی فضیلت کے ذکر سے خالی ہے۔

(18) امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ

ان کی کتاب نیل الاوطار اہل حدیث حضرات کی حرز جاں ہے۔ امام اس کتاب کی ج:7،ص:47-48-168 پر لکھتے ہیں کہ معاویہ باطل پر تھے انہوں نے حق کے ساتھ دشمنی کی۔

(19) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب تحفۃ اثناء عشریہ لکھتے ہیں کہ علماء ماوراء النہر اور مفسرین اور فقہا کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے حرکاتِ جنگ وجدل جو حضرت علی علیہ السلام مرتضیٰ کے ساتھ ہوئیں، وہ صرف خطاء اجتہادی کی بنا پر تھیں۔ محققین اہل حدیث نے بعد تتبع روایت دریافت کیا ہے کہ یہ حرکات شائبہ نفسانی سے خالی نہ تھے۔ اس تہمت سے خالی نہیں کہ جناب ذی النورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملہ

میں جو تعصب امویہ و قریشیہ میں تھا، اس کی وجہ سے یہ حرکات حضرت معاویہ سے وقوع میں آئے جس کا غایت نتیجہ یہی ہے کہ وہ مرتکب کبیرہ و باغی قرار دیئے جائیں۔و الفاسق لیس بااھل للعن یعنی فاسق قابل لعن نہیں۔تو اگر برا کہنے سے مراد اس قدر ہے کہ ان کے اس فعل کو برا کہنا چاہیے تو بلاشبہ اس امر کا ثبوت محققین پر واضح ہے۔

(فتاویٰ عزیزی کامل ص:380-381)

(20) مولانا عبدالشکور لکھنوی مناظر اہل سنت

اس لڑائی (جنگ صفین) کے متعلق اہل سنت کا فیصلہ یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مرتضیٰ برحق تھے اور معاویہ اور ان کے ساتھ والے خاطی و باغی۔"

(خلفائے راشدین ص:111)

(21) مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دیو بندی

آپ هداية الشيعه میں تحریر فرماتے ہیں:

"معاویہ کا محاربہ حضرت امیر کے ساتھ جو ہوا تو اہل سنت اس کو کب بھلا اور جائز کہتے ہیں؟ ذرا کوئی کتاب اہل سنت کی دیکھی ہوتی۔اہل سنت ان کو اس فعل میں خاطی کہتے ہیں۔" (ہدایت الشیعہ ص:30)

(22) سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ملوک بنوامیہ، جنھوں نے اسلام کے نظریہ خلافت کو یکسر مسترد کر کے اپنی ساری سیاسی بازی گریوں کا محور اس نصب العین کو بنالیا تھا کہ بخت و اتفاق سے جو حکومت ان کے ہاتھ لگ گئی ہے اس کا تسلسل ان ہی کے خاندان میں باقی رہے۔ پھر اس نصب العین کے تحت جن ناکردنیوں کے ارتکاب پر آمادہ ہوئے ان سے کون ناواقف ہے۔(مناقب الخوارزمی ج:1،ص:170)

(23) مولانا عبید اللہ انور دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جمعیۃ العلمائے اسلام (ہزاروی گروپ) کے امیر تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ کے گرد دنیا پرست لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت جمع ہو چکی تھی۔ یہ لوگ صرف اپنی دنیا طلبی کیلئے ہر جائز و ناجائز فعل پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔

خلفائے راشدین کی سنت یہ ہے کہ مسلمانوں کی مجلس شوریٰ خلیفہ منتخب کرے۔ مگر امیر معاویہ نے قیصر و کسریٰ کی سنت کے مطابق بادشاہت کا سلسلہ قائم کر دیا۔ (رسالہ خدام الدین لاہور 22 جون 1962)

(24) مولانا شاہ معین الدین ندوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ لکھتے ہیں:

"امیر معاویہ تاریخ اسلام کے پہلے مطلق العنان اور مستبد بادشاہ ہیں۔ اس لیے ان کے عہد میں خلافت راشدہ کی جمہوریت اور اس کا طریق جہاں بانی تلاش کرنا بے سود ہے۔" (غیر مہاجر و انصار صحابہ ج:1، ص:74)

(25) حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فضیل بن عیاض کا قول روایت کیا ہے:

"معاویہ صحابی اور علماء کبار میں سے ہیں لیکن وہ حب دنیا میں مبتلا ہو گئے۔"

(ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج:8، ص:140)

(26) مولانا محمد تقی عثمانی دیو بندی

آپ اپنے رسالہ البلاغ میں لکھتے ہیں:

"جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے کہ معاویہ کا یزید کو ولی عہد بنانا رائے تدبیر و نتائج کے اعتبار سے صحیح تھا یا غلط، اس میں ہمیں مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف نہیں ہے۔ جمہور امت کے محقق علماء ہمیشہ یہ کہتے آئے ہیں کہ

حضرت معاویہ کا یہ فعل رائے اور تدبیر کے درجے میں نفس الامری کے طور پر درست ثابت نہیں ہوا اور اس کی وجہ سے امت کے اجتماعی مصالح کو نقصان پہنچا۔'' (بحوالہ خلافت وملوکیت پر اعتراضات کا تجزیہ،ص:293 ملک غلام علی)

(27)امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ

اشاعرہ (اہل سنت) کے عقیدہ میں امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا قول علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الملل والنحل میں یوں نقل کیا ہے:

''ہم (اہل سنت) عائشہ رضی اللہ عنہا وطلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ نہیں کہتے کیونکہ انہوں نے اپنی غلطی سے رجوع کرلیا تھا اور طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور ہم معاویہ وعمرو بن عاص کے بارے میں یہی کہتے ہیں کہ وہ دونوں باغی تھے جنہوں نے امام برحق کے خلاف بغاوت کی۔''

(ج:1،ص:145)

(28)امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

اگر آپ (معاویہ) حضرت علی علیہ السلام سے جنگ نہ کرتے اور اپنے اقتدار میں ملوکیت کا طریقہ اختیار نہ کرتے تو کوئی شخص بھی ان کا ذکر اچھائی کے بغیر نہ کرتا جس طرح کہ آپ جیسے دوسرے صحابہ کرام کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔

(منہاج السنہ ج:2،ص:214)

''ابوسفیان میں جاہلیت عرب کے بقایا موجود تھے جن کی بنا پر وہ اپنے قبیلے کے سوا کسی دوسرے شخص کا امیر بننا پسند نہ کرتا تھا۔''

(منہاج السنہ، ج:3،ص:169)

''صحابہ کرام وتابعین میں سے کسی نے بھی امیر معاویہ پر تو نفاق کی تہمت نہیں لگائی لیکن ابوسفیان کے معاملے میں ان کے درمیان اختلاف پایا جاتا

ہے۔" (منہاج السنہ ج:4،ص:179)

(29) سید انور شاہ کشمیری دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

"حضرت علی علیہ السلام اپنے تمام دور خلافت میں منہاج نبوت پر قائم رہے۔ حضرت معاویہ نے دوسرے طریقے استعمال کئے۔ زمانہ اور زمانے کے لوگوں کے حالات تیزی کے ساتھ خرابی کی طرف بڑھ رہے تھے، اس لیے خلافت علی منہاج النبوت سے زیادہ کامیابی دنیوی سیاست کیلئے مقدر ہو چکی تھی۔"

(انوار الباری شرح بخاری ج:2،ص:39، تالیف سید احمد رضا بجنوری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

(30) امام محمد بن ابراہیم الوزیر یمانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی کتاب "العواصم و القواصم" میں لکھتے ہیں:

"تمام اہل حدیث مانتے ہیں کہ معاویہ اور ان کے تمام ساتھی جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کی وہ حضرت علی علیہ السلام کے باغی تھے اور حضرت علی علیہ السلام حق پر تھے۔"

(بحوالہ نواب سید صدیق حسن خان۔ ھدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل ،ص:510)

(31) مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ بریلوی شاگرد مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی کتاب بہار شریعت (جو سترہ جلدوں میں ہے) کی ج:1 ،ص:75 پر لکھتے ہیں۔

"عقیدہ: امیر معاویہ مجتہد تھے۔ ان کا مجتہد ہونا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حدیث صحیح بخاری میں بیان فرمایا ہے۔ مجتہد سے صواب و خطا دونوں صادر ہوتے ہیں۔ خطا دو قسم ہے۔ خطاء عنادی، یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطاء اجتہادی یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس پر اصلاً عنداللہ مواخذہ نہیں۔ مگر احکام دنیا میں وہ دو قسم ہے، خطاء مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا۔ یہ وہ خطاء اجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو جیسے ہمارے

نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا، دوسری خطاء منکر یہ وہ خطاء اجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا کہ اس کی خطاء باعث فتنہ ہے۔ امیر معاویہ کا حضرت سیدنا امیر المومنین کے خلاف اسی قسم کی خطاء تھا اور فیصلہ خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی علیہ السلام کی ڈگری اور امیر معاویہ کی مغفرت۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔"

(32) امام ابوعبداللہ محمد بن مرتضیٰ الیمانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا آٹھویں صدی کے مجتہدین میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ اپنی کتاب ایثار الحق علی الخلق کے ص:458 پر حضرت علی علیہ السلام اور امیر معاویہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"امام عادل سے لڑنے والا خطا کار و گناہ گار ہے کیونکہ یہ بغاوت و تعدی فروعی مسائل میں سے نہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ جس مجتہد کی اجتہادی غلطی معاف ہے۔ اس کے اجتہاد کے خلاف قتال نہیں ہوتا نہ اسے قتل کر کے اس کا خون معاف ہوسکتا ہے۔ اسی مقام پر انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ اس مسئلے پر اپنی دوسری کتاب الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسمؐ میں تفصیلی بحث کر چکے ہیں۔"

(33) امام ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

"اہل بغاوت ہر وہ گروہ ہے جو زبردست طاقت کا مالک ہو، غلبہ و تسلط رکھتا ہو، اجتماعی ہیئت کا حامل اور اہل عدل کے مقابلہ میں تاویل کے بل پر قتال کرے اور اس کے افراد یہ کہیں کہ حق ہمارے ساتھ ہے اور وہ حکمرانی کے مدعی ہوں۔" (ردّالمحتار فتاویٰ شامی، ج:3، ص:427)

(34) شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

معاویہ خلیفہ نہیں بادشاہ تھے۔ ان کو کسی عالم اور امام نے خلیفہ نہیں کہا۔ (حجۃ اللہ البالغہ ج:2، ص:212)

(35) ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

''معاویہ خلیفہ نہیں بادشاہ تھے۔ ان کو کسی عالم اور امام نے خلیفہ نہیں کہا۔''

(مرقاۃ شرح مشکوۃ، ج: 10، ص: 124)

(36) امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی کتاب البدایہ والنہایہ ج: 8، ص: 93 پر لکھتے ہیں کہ

''میں کہتا ہوں سنت یہ ہے کہ معاویہ کو بادشاہ کہو، خلیفہ نہ کہو کیونکہ سفینہ رضی اللہ عنہ صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ میرے بعد خلافت 30 سال ہے پھر کاٹ کھانے والی (ظالم) بادشاہت ہے۔''

(37) سید نور الحسن خان رحمۃ اللہ علیہ ابن نواب سید صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ

امام اہل حدیث نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے سید نور الحسن خاں اپنی کتاب عرف الجادی میں ص: 197-198 پر دربیان قتال اہل البغی کے تحت لکھتے ہیں:

''ہر موقعے پر بلاشبہ حق حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی تھی اور بعد میں بیعت توڑ دی۔ پھر ناچار ان سے جنگ لڑنا واجب ہوگیا۔ خارجیوں سے جنگ متواتر حدیث کے مطابق کی کہ خارجی دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام حق پر تھے۔ اسی طرح جنگ صفین والے کہ ان کا باغی ہونا بالکل واضح ہے کیونکہ قتل عمار رضی اللہ عنہ والی حدیث اس پر دلیل ہے۔ معاویہ حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کرنے کا ذرہ برابر حق نہ رکھتے تھے مگر وہ (معاویہ) دنیا کے لالچی، حکومت کے بھوکے اور دنیا کی سرداری کے لئے لڑے اور ان کو پیروکار وہ لوگ ملے جو معروف و منکر کی شناخت سے عاری تھے یعنی شامی اور معاویہ نے ان لوگوں سے چالاکی

کی کہ بظاہر قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا ڈھونگ رچالیا۔اس طرح معاویہ کا کام چل پڑااوران لوگوں نے معاویہ کیلئے جان ومال کی قربانی دی اوران کی خیرخواہی کی۔ان لوگوں کومعاویہ نے ایسارام کرلیا کہ علی علیہ السلام نے اہل عراق سے کہا میں تم جیسے دس دے کرمعاویہ کے حامیوں جیساایک لےلوں تو بہتر ہے۔

مجھے اہل شام پر ذرہ حیرانی نہیں، مجھے ان بعض صحابہ وفضلائے تابعین پر حیرانی ہے کہ وہ بھی معاویہ سے مل گئے۔کاش مجھے کوئی سمجھائے کہ ان کوکیا مغالطہ ہوا کہ انہوں نے برے اور جھوٹے لوگوں کا ساتھ دیااورحق والے کی مدد نہ کی حالانکہ انؓ کے کانوں میں قرآن کی آیت پڑ چکی تھی کہ باغیوں سے لڑو۔اور متواتر حدیثیں ہیں کہ حاکم وقت اسلام پر چلے تو اس سے بغاوت نہ کرو۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ان کے کانوں میں پڑ چکا تھا کہ عمار رضی اللہ عنہ کو باغی ٹولہ قتل کرے گا۔

خدا کی قسم!اگران کے صحابی ہونے کالحاظ نہ ہواور یہ کہ وہ دور خیرالقرون میں سے تھا،تو صاف نظر آتا ہے کہ اس امت کا پہلا گروہ بھی دنیا کے مال اورلالچ میں مبتلا ہوگیا تھا۔قرآن جنگ میں کھڑا کرنا سنت مطہرہ میں نہیں آیا نہ سنت خلفائے راشدین میں، بلکہ اس بدعت کا پہلا کرنے والا معاویہ تھا۔پھر عمرو بن العاص کی چالاکی کو حدیث وتاریخ کی کتابیں پڑھنے والا جانتا ہی ہے۔"

(38) مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مشہور اہل حدیث عالم تھے۔وہ سنن ابو داؤد کی شرح عون المعبود ج:4، ص:342 پر لکھتے ہیں:

"بنوامیہ کے حاکم چاہے زبردستی خلیفہ بن گئے لیکن وہ قطعاً اس کے اہل نہ تھے بلکہ وہ ظالم حکمران تھے۔وہ خلیفہ راشد نہیں بلکہ ظالم حاکم تھے۔"

آگے لکھتے ہیں:

''مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا خلافت ختم ہونے کے بعد یعنی 30 سال کے بعد بادشاہت ہوگی کیونکہ خلیفہ کا نام صرف ان کے لیے ہے جو سنت نبوی پر چلتے رہے اور اور مخالفِ سنت نبوی بادشاہ تھے، خلیفہ نہ تھے۔ ہاں ان بادشاہوں کو خلیفہ کہہ دیتے ہیں کیونکہ ایک کے بعد دوسرا جو آیا۔'' (یہ صرف لغت کے مطابق ہے نہ کے دین کے مطابق)

(39) مولانا محمد منظور نعمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

وہ اپنی کتاب معارف الحدیث کی ،ج:7 میں سیاست کے عنوان کے تحت ایک حدیث کی شرح میں:

''خلافت میرے بعد 30 سال تک ہے، پھر ملک عضوص ہے، لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ ان خلفاء میں شامل نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمائے۔''

عہدِ نحوست مہد

دورِ یزید بن معاویہ

امام ابوعبداللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں آیت منع غیبت (سورہ الحجرات :12/49) کے تحت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مندرجہ ذیل لوگوں کے عیب بیان کرنا چغلی اور غیبت نہیں ہے۔

(1) صاحب بدعت

(2) علانیہ فاسق

(3) ظالم حاکم

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان تینوں کے عیب بیان کرو۔

دورِ یزید کے بارے میں حدیثوں میں پیش گوئی

بخاری کتاب العلم باب حفظِ العلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دو تھیلے سیکھے یعنی دو طرح کا علم حاصل کیا، ایک کو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر بیان کروں تو میری شاہ رگ کاٹ دی جائے۔" (بخاری ج:1، ص:98-99)

یاد رہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس وقت فوت ہوئے جب امیر معاویہ کی حکومت ختم ہونے میں ابھی دو سال باقی تھے۔

اس حدیث کی شرح میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری ج:1، ص:216) پر لکھتے ہیں:

''دوسری قسم کی احادیث وہ تھیں جو ان پیش گوئیوں پر مشتمل تھیں جن میں ظالم حاکموں کا نام لے کر بیان تھا۔لہٰذا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھل کر ان حاکموں کے نام نہیں لیتے تھے بلکہ پردہ میں بات کرتے تھے۔ کیونکہ ان کو ظالم حاکموں سے جان کا خطرہ تھا کھل کر بات کرنے کی بجائے دعا مانگتے ''اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں 60ھ سے اور چھوکروں (لڑکوں) کی حکومت سے اس سے وہ یزید بن معاویہ کے دور حکومت کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور وہ 60ھ سے ایک سال پہلے ہی فوت ہو گئے۔''

شاہ ولی اللہ بھی تراجم بخاری میں باب مذکور میں ایسا ہی لکھتے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''اس میں آئندہ ہونے والے واقعات کی خبریں تھیں۔مثلاً فتنوں کا بیان تھا جو آگے چل کر مسلمانوں میں برپا ہوئے جیسے جنگ جمل وصفین کا فتنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ وحضرت حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان اور اس قسم کے واقعات۔'' (منہاج السنۃ، ج:4،ص:178)

اس حدیث کی شرح میں علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کبھی اشارے کے طور پر ان باتوں کا ذکر بھی کیا ہے جیسے کہا میں 60ھ کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور چھوکروں کی حکومت سے۔اسی سن میں یزید پلید بادشاہ ہوا۔'' (بخاری، ج:1،ص:99)

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں ج:13،ص:7 پر لکھتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان کی موجودگی میں حدیث بیان کی کہ میری امت کی بربادی قریش کے چند چھوکروں کے ہاتھوں ہوگی۔میں چاہوں تو ان کے نام بیان کر دوں۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری ج:13،ص:8 پر لکھتے ہیں:

''تمام محدثین متفق ہیں کہ ان میں پہلا چھوکرا یزید ہے۔''

بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قریش کا یہ قبیلہ لوگوں کو تباہ کرے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا پھر آپ ﷺ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کاش لوگ اس سے الگ رہیں۔ (یعنی ان کے ظلم میں شریک نہ ہوں۔)

اسی باب میں اس سے اگلی حدیث میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے الصادق المصدوق ﷺ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے میری امت کی ہلاکت قریش کے چند چھوکروں کے ہاتھ پر ہوگی۔ مروان نے کہا چھوکروں کے ہاتھ پر؟ ابو ہریرہؓ نے کہا اگر تو چاہے تو ان کے نام بھی بیان کردوں فلاں، بن فلاں۔

بخاری کتاب الفتن باب قول النبیؐ ھلاك امتی علی یدی اغیلمة سُفَھاءَ میں پہلی ہی روایت ہے:

> ''جس میں عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید نے کہا مجھ سے میرے دادا سعید نے بیان کیا کہ میں مدینہ میں مسجد نبوی میں ابو ہریرہؓ کے پاس بیٹھا تھا اور مروان بھی وہیں تھا۔ اتنے میں ابو ہریرہؓ نے کہا میں نے ''صادق المصدوقؐ سے سنا آپ ﷺ نے فرماتے تھے قریش کے چند چھوکروں کے ہاتھوں میری امت تباہ ہوگی۔ مروان نے کہا اللہ ان پر لعنت کرے کیا چھوکروں کے ہاتھ سے؟ ابو ہریرہؓ نے کہا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بیان کردوں فلاں کے بیٹے، فلاں کے بیٹے۔ عمرو بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا کے ساتھ مروان کی اولاد کے پاس جایا کرتا تھا جب وہ شام کے ملک میں حاکم بن گئے تھے۔ میرے دادا جب ان کم عمروں کو دیکھتے تو کہتے شاید یہ چھوکرے بھی اس حدیث میں داخل ہوں۔ ہم لوگ کہتے تم جانو!
> اس حدیث کی شرح میں علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں کہ انہوں نے (یعنی ابو

ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) نام بنام ظالم حاکموں کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنے تھے مگر ڈر کی وجہ سے بیان نہیں کر سکتے تھے۔ مروان خود ان چھوکروں میں داخل تھا گویا اس سنے اپنے اوپر لعنت کی۔ حدیثوں میں جن کو طبرانی وغیرہ نے نکالا یہ موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مروان کے باپ حکم پر لعنت کی اور اس کی اولاد پر بھی لعنت کی۔ حافظ نے کہا (ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے) ان چھوکروں میں پہلا چھوکرا یزید پلید تھا اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ان چھوکروں کی حکومت سے اگر تم ان کا کہنا مانو تو دین کی تباہی ہے، اگر نہ سنو تو وہ تم کو تباہ کر دیں گے۔ دوسری روایت میں ابن ابی شیبہ سے یوں مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے چلتے یہ دعا کرتے یا اللہ 60ھ مجھ کو مت دکھلانا چھوکروں کی حکومت میں یزید خلیفہ ہوا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی وہ ایک سال پہلے دنیا سے گزر گئے۔ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جس نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا آپ علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا یا آپ علیہ السلام کے قتل کو جائز رکھا یا اس سے خوش ہوا وہ بالا تفاق ملعون ہے اور یزید سے یہ باتیں متواتر ثابت ہیں۔ اس پر اور اس کے مددگاروں سب پر لعنت۔ (بخاری، ج:9،ص:131-132)

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''امام بخاری نے ترجمة الباب میں جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ مسند احمد اور نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے ''میری امت کی تباہی قریش کے چند بے وقوف چھوکروں کے ہاتھوں ہوگی۔''

(فتح الباری ج:13،ص:8)

اس کے بعد امام نے ابن ابی شیبہ اور علی ابن الجعد کی روایت کا حوالہ دیا ہے۔ اور لکھا کہ ان لونڈوں میں سب سے پہلا یزید ہے۔ امام لکھتے ہیں کہ

اس حدیث سے اس حدیث کی بھی تخصیص ہو جاتی ہے کہ قریش کا یہ قبیلہ لوگوں کو تباہ کرے گا۔ کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ قریش کا پوراً قبیلہ نہیں بلکہ اس کے بعض افراد مراد ہیں۔ (فتح الباری، ج:13، ص:8)

امام ص:9 پر مروان کی طرف سے ان لونڈوں پر لعنت کرنے کا ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان سے اس کی اولاد پر لعنت کرادی تا کہ ان لونڈوں پر سخت حجت قائم ہو جائے۔

حضرت کعب بن عجرہ کو حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھے امارتِ سفہاء سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

(مسند احمد، ج:23، ص:399، ترمذی حدیث نمبر 614، موارد الظمئان للهیثمی، نمبر 1569، شرح السنہ بغوی، حدیث نمبر 818، مشکوٰۃ کتاب الامارۃ، نمبر 8700، طبرانی ، ج:19، ص:105، 141، کنز العمال، حدیث نمبر 14895)

دعائے نبوی قبول ہوئی اور حضرت کعب بن عجرہ 50ھ میں وفات پا گئے۔ یزید اور اس کے اہم اہل کار نوجوان تھے۔ اس کے عہد نحوست مہد کا نقشہ انوری کے اس شعر کے بالکل مطابق ہے

بر بزرگانِ زمانہ شدہ خرداں سالار
بر کریمان جہاں گشتہ لئیماں مہتر

زمانہ کے بزرگ لوگوں پر لڑکے سربراہ بن گئے اور دنیا کے اعلیٰ ترین لوگوں پر کمینے حاکم ہو گئے۔

یزید رجب 60ھ میں حکمران بنا اور 64ھ نصف ربیع الاوّل میں ملک الموت نے اس کو آدبوچا۔ یہ 25ھ یا 26ھ میں پیدا ہوا تھا اور بوقت حکومت اس کی عمر 35 سال تھی۔ تقریباً 3½ کے دور میں اس نے تین بدترین جرم کئے وہ یہ ہیں۔

(1) سیدنا حسین علیہ السلام کا قتل

(2) مدینہ کی واقعہ حرہ میں بربادی

(3)خانہ کعبہ پر حملہ

حضرت علی علیہ السلام کے بیٹے محمد بن الحنفیہ کا یزید کے پاس رہنا اور ان سے منسوب یزید کی صفائی والی روایت منقطع ہے۔

(انساب الاشراف، للبلاذری رحمۃ اللہ علیہ، ج:3، ص:141)

خانہ کعبہ پر حملہ

بخاری کتاب العلم باب لیبلغ العلم الشاهد الغائب میں پہلی ہی حدیث ہے:

''ابی شریح رضی اللہ عنہ صحابی نے عمرو بن سعید سے کہا (جو یزید کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا) وہ مکہ پر حملہ کیلئے فوجیں بھیج رہا تھا، اے امیر مجھے اجازت دے میں تجھ کو ایک حدیث سنادوں جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز ارشاد فرمائی تھی، میرے دونوں کانوں نے اس کو سنا اور دل نے اسے یاد رکھا، اور میری دونوں آنکھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی حمد وثناء کی اور پھر فرمایا مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے، لوگوں نے حرام نہیں کیا (یعنی اس کا ادب حکم الٰہی ہے) تو جو کوئی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اس کو وہاں خون بہانا درست نہیں اور نہ وہاں کوئی درخت کاٹنا اگر (میرے بعد) کوئی ایسا کرنے کی دلیل لے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں لڑے تو تم یہ کہو کہ اللہ نے تو (فتح مکہ کے دن) اپنے رسول کو (خاص) اجازت دی تھی، تم کو اجازت نہیں دی۔ مجھ کو بھی صرف ایک گھڑی دن کیلئے اجازت دی تھی پھر اس کی حرمت آج ویسی ہی ہوگئی جیسے کل تھی۔ جو شخص یہاں حاضر ہو وہ اس کی خبر اس کو کر دے جو غائب ہے۔ لوگوں نے ابو شریح سے پوچھا عمرو (بن سعید) نے اس کا کیا جواب دیا۔ ابو شریح رضی اللہ عنہ نے کہا عمرو نے یہ جواب دیا کہ میں تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہوں مکہ گنا گار کو پناہ نہیں دیتا اور نہ اس کو جو خون یا چوری

کر کے بھاگے۔"

(بخاری ج:1،ص 88-89، مسلم کتاب الحج تحریم صید مکه، نسائی کتاب الحج باب تحریم منیه ، باب ماجاء فی حرمت مکه ، ترمذی ابو اب الحج باب مجاء فی حرمة مکه)

یہی روایت بخاری کتاب المناسك باب لایعضد شجر الحرم میں بھی آئی ہے۔اس عمرو بن سعید اشدق کے بارے میں امام ابن حجر ﷫ نے لکھا:

"اس کو ہم تابعین باحسان میں سے بھی نہیں شمار کریں گے گو اس نے صحابہ کو دیکھا تھا کیونکہ اس کے اعمال نہایت خراب تھے۔امام ابن حزم المحلیٰ کتاب الجنایات میں عمرو بن سعید اشدق کی بکواس کا رڈ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اس لطیم الشیطان، پولیس میں، فاسق کی بھی یہ وقعت ہے کہ وہ صحابی سے زیادہ عالم ہونے کا دعویٰ کرے۔یہی فاسق اللہ و رسول گا نافرمان تھا اور وہ شخص جس کہنے پر چلا اور دنیا و آخرت میں ذلت اٹھانے والا یہی تھا اور وہ (یزید) جس نے اس کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔"

شیخ نورالحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی ﷫ نے تیسر القاری شرح بخاری میں عمرو بن سعید اشدق کی اس بکواس کا رد کیا ہے۔ (ج:2،ص:157)

اسی طرح عمدۃ القاری شرح بخاری از علامہ عینی نے رد کیا۔(ج:2،ص:142)

شیخ الاسلام محمد صدر الصدور دہلوی نے شرح بخاری میں اس فاسق عمرو بن سعید اشدق کی اس بکواس کا رڈ کیا ہے۔ (ج:3،ص:322)

یزید نے مکہ پر حملہ کیلئے ابن زیاد کو کہا تو اس نے جواب دیا اللہ کی قسم میں اس فاسق (یزید) کیلئے دو گناہ جمع نہیں کروں گا کہ نواسہ رسول علیہ السلام کو بھی قتل کروں اور خانہ کعبہ پر بھی حملہ کروں۔ (البدایہ والنہایہ ج:8،ص:237)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ کا قول بخاری کتاب التفسیر، سورہ براءت (توبہ)

باب ثانی اثنین اذھما فی الغار میں ابن ابی ملیکہ سے روایت ہوا کہ انہوں نے فرمایا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور بنی امیہ نے حرم کے اندر لڑنا جائز خیال کر لیا اور میں تو خدا کی قسم حرام کو حلال نہیں کروں گا۔

یزیدی لشکر کے حملہ میں کعبہ شریف جل گیا۔

مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبہ و بنائھا میں عطاء سے روایت ہے کہ جب یزید بن معاویہ کے دور میں شامی لشکر نے حملہ کیا اور جو حال اس کا ہوا سو ہوا (یعنی جل گیا) اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کو ویسا ہی رہنے دیا یہاں تک کہ موسم حج میں لوگ جمع ہوئے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ارادہ تھا کہ لوگوں کو کعبہ شریف دکھا کر جراءت دلائیں اہل شام سے لڑنے کیلئے یا انکو دیکھیں کہ ان میں کچھ حمیت دین ہے یا نہیں؟ پھر جب لوگ آگئے تو انہوں نے کہا اے لوگو! مشورہ دو مجھے خانہ کعبہ کے بارے میں کہ اسے توڑ کر نیا بناؤں یا جو حصہ خراب ہو گیا ہے اسے درست کر دوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے خراب حصہ کی مرمت کر دو اور خانہ کعبہ کو ویسا ہی رہنے دو جیسا کہ پہلے تھا اور ان ہی پتھروں کو رہنے دو جن پر لوگ مسلمان ہوئے اور جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جائے تو اس کا دل کبھی نہ چاہے گا جب تک نیا نہ بنائے۔ پھر تمہارے رب کا گھر تو اس سے کہیں افضل ہے۔ اور میں اپنے رب سے تین بار استخارہ کرتا ہوں پھر پکا ارادہ کرتا ہوں اپنے کام کا۔ جب تین بار استخارہ ہو چکا تو ان کی رائے میں آیا کہ کعبہ شریف کو توڑ کر بنائیں چنانچہ...... بعد میں حجاج نے توڑ کر اسے بنائے اوّل پر بنا دیا۔"

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کو تمنائے نبوی کے مطابق تعمیر کر دیا تھا مگر عبدالملک کے کہنے پر حجاج بن یوسف نے دوبارہ بدل دیا۔

''مدینہ سے فارغ ہونے کے بعد وہی فوج مکہ پر حملہ آور ہوئی اور اس نے خانہ کعبہ پر منجنیقوں سے سنگ باری کی جس سے کعبہ شریف کی ایک دیوار ٹوٹ گئی اگرچہ روایات یہ بھی ہیں کہ انہوں نے کعبہ پر آگ برسائی تھی۔ آگ لگنے کے کچھ اور وجوہ بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ البتہ سنگ باری کا واقعہ متفق علیہ ہے۔''

(طبری ج:4،ص:383، الکامل ابن اثیر ج:3،ص:316، البدایہ والنہایہ ج:8،ص:225، تہذیب التہذیب ج:11،ص:361 امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ)

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ طعنہ دیا گیا کہ آپ جو بنو امیہ کے خلاف خروج کی کسی تحریک میں شامل نہیں ہوتے تو کیا آپ اہل شام سے راضی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ''میں اور اہل شام سے راضی ہوں؟ خدا ان کو تباہ کرے، کیا وہی نہیں ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم کو حلال کر لیا اور تین دن تک اس کے باشندوں کا قتل عام کرتے پھرے، اپنے نبطی اور قبطی سپاہیوں کو اس میں سب کچھ کر گزرنے کی چھوٹ دے دی اور وہ شریف دین دار خواتین پر حملے کرتے رہے اور کسی حرمت کی ہتک کرنے سے نہ رکے۔ پھر بیت اللہ پر چڑھ دوڑے، اس پر سنگ باری کی اور اس کو آگ لگائی، ان پر خدا کی لعنت ہو اور وہ برا انجام دیکھیں۔ (الکامل، ابن اثیر ج:4،ص:170)

علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی ج:13 ص:229 تا 227 پر سورہ محمدؐ: 22/47 کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اہل سنت کی ایک جماعت نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ یزید مسلمان رہا نہیں؟ علماء کہتے ہیں اگر کوئی بد بخت ہوش و حواس میں قرآن مجید کو گندگی کے ڈھیر پر پھینک دے (نعوذ باللہ) اور وہ چاہے منہ سے کلمہ کفر نہ بھی کہے، اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔ جو کچھ یزید نے کعبہ شریف جلانے کی شکل میں کیا کیا وہ اس سے کم ہے؟

سورۂ حج: 25/22 میں فرمایا:

''اور جو اس میں (حرم۔ مسجد حرام) شرارت سے کجروی اور کفر کرنا چاہے اس کو ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔''

امام ابن جوزی، قاضی ابویعلیٰ، علامہ تفتازانی کہتے ہیں:

''ہم کو اس کے بارے میں (یزید کے بارے میں) ذرا شک نہیں نہ اس کے بے ایمان ہونے کے بارے میں ہمیں کوئی شبہ ہے۔ لعنة الله عليه و لی انصار، و اعوانه

میں (آلوسی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ میں نے یزید کے جو حالات پڑھے اور میرا یہ یقین ہے اور مجھے اس میں ذرا شک نہیں کہ اس خبیث کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ذرا یقین نہ تھا۔ جو کچھ اس نے مکہ و مدینہ سے کیا اور اہل بیت اطہار سے کیا، وہ قرآن مجید کو گندگی کے ڈھیر پر پھینکنے (نعوذ باللہ) سے بڑی باتیں ہیں۔ اس زمانہ کے مسلمانوں سے یزید کے کرتوت کچھ چھپے ہوئے نہ تھے مگر وہ مغلوب و مقہور تھے، سوائے صبر کے ان کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔ قاضی ابن العربی وغیرہ جو یزید کی صفائی دیتے ہیں ان کی گمراہی یزید کی گمراہی سے کم نہیں ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ الخلفاء (اردو) ص:261 پر لکھتے ہیں:

''ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ یہ معاملہ (واقعہ حرہ) کیا اور شراب اور دیگر برائیاں پہلے ہی کرتا تھا تو تمام اشخاص اس سے ناراض ہو گئے اور چاروں طرف سے اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر میں برکت نہیں رکھی تھی، چنانچہ اس نے اپنا لشکر مکہ والوں سے جنگ کیلئے بھیج دیا تا کہ وہاں ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرے۔ راستے میں لشکر کا سپہ سالار مر گیا تو اس کی بجائے دوسرا سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ جب یہ لشکر مکہ معظمہ میں آیا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ

نے بھی ان سے مقابلہ کیا۔ چونکہ آپ محاصرہ میں تھے، اس لیے آپ پر
منجنیق سے آگ اور پتھر برسائے گئے جن کے شراروں سے کعبہ شریف کا
پردہ، اس کی چھت اور اس دنبہ کے سینگ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ
کیلئے بھیجا گیا تھا اور اس کے سینگ اب تک خانہ کعبہ کی چھت میں لٹکے
ہوئے تھے، سب جل گئے۔ اور یہ واقعہ صفر 64ھ میں واقع ہوا۔ آخر نصف
ربیع الاوّل 64ھ میں ملک الموت نے یزید کو آ دبوچا اور یہ دنیا ہمیشہ کیلئے
یزید کے وجود سے پاک ہوگئی۔

یہ خبر عین حالت جنگ میں مکہ معظمہ پہنچی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے
پکار کر کہا ''اے شام کے لوگو، تمہارا گمراہ کرنے والا مر چکا ہے'' یہ سنتے ہی
لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور نہایت ذلت اٹھائی لوگوں نے اس کا تعاقب کیا۔''

مدینہ پر حملہ کرنے والے لشکر کا سربراہ مجرم خبیث مسلم بن عقبہ المرّی تھا جو واقعہ حرہ
کے تین دن بعد مر گیا جبکہ وہ کعبہ پر حملہ کرنے چلا تھا اور راستے میں تھا۔ اس کی وصیت کے
مطابق حصین بن نمیر سکونی خبیث نے کمان سنبھالی اور اسی نے کعبہ پر حملہ کر کے اپنے نامۂ
اعمال کو مزید سیاہ کر لیا۔

مدینہ پر حملہ۔ واقعہ حرّہ

انصار کی فضیلت

بخاری کتاب المناقب باب حب الانصار من الایمان میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"انصار سے دوستی رکھے گا صرف مومن اور ان سے بغض رکھے گا صرف منافق، پھر جو کوئی انصار رضی اللہ عنہم سے محبت رکھے اللہ اس سے محبت رکھے گا اور جو کوئی انصار رضی اللہ عنہم سے دشمنی رکھے اللہ بھی اس سے دشمنی رکھے گا۔ **نسائی کتاب الایمان و شرائعہ باب علامۃ الایمان** میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور ان سے دشمنی نفاق کی نشانی ہے۔ **مسلم کتاب الزکاۃ اعطاء المولفۃ و من یخاف علی ایمانہ** میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کئی روایات انصار کی فضیلت میں مروی ہیں۔"

مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل الانصار میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ! بخش دے انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو اور انصار کے پوتوں کو۔ اسی باب میں اگلی حدیث میں انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی انصار کی بخشش کیلئے اور انصار کی اولاد اور غلاموں کیلئے۔"

اسی باب میں انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ انصار کے بچوں اور عورتوں کو شادی سے آتے دیکھ کر نبی علیہ السلام سامنے کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے لوگو! تم انسانوں میں سے سب سے زیادہ مجھے پیارے ہو، تم انسانوں میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب ہو (یعنی انصار کو فرمایا) اور دو دفعہ فرمایا۔

اسی باب میں انس رضی اللہ عنہ بن مالک ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انصار رضی اللہ عنہم میری انتڑیاں اور میری گھٹڑیاں ہیں (یعنی میرے خاص معتمد اور اعتباری لوگ ہیں) اور لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے تو قبول کروان کے نیک اور معاف کروان کے برے کو۔ مسند احمد نمبر 11864 میں بھی یہی حکم دیا۔ مسلم شریف کے اسی باب میں ابو اسید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انصار کے ہر گھر میں بہتری ہے۔
(مسند احمد حدیث نمبر 11907)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''اللہ و رسولؐ پر ایمان رکھنے والا انصار سے بغض نہیں رکھ سکتا۔''

مدینہ حرم ہے

بخاری کتاب الجہاد والسیر باب الخدمۃ فی الغزو میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ خیبر میں گیا، آپ کی خدمت کرتا رہا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے لوٹے اور احد پہاڑ دکھائی دیا تو فرمایا یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے اللہ! میں اس کے دونوں پتھریلے کناروں میں جو ہے اس کو اسی طرح حرام کرتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا تھا، یا اللہ! ہمارے صاع اور مد (پیمانے) میں برکت دے۔''

اس مفہوم کی حدیث اگلے باب من غزا بصبی للخدمۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مذکور ہے جس میں ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے نکاح کا واقعہ بھی مذکور ہے۔

بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ و اتخذاللہ ابراھیم خلیلا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ کو حرم قرار دیا۔

مسلم کتاب الحج باب فضل المدینہ دعا النبی علیہ السلام میں عامر بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کو حرم قرار دیا گیا۔ اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے اور حضرت رافع بن خدیج سے، عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے۔

انصار سے نیک سلوک کرنے کے بارے میں نصیحت نبوی

بخاری کتاب الجمعہ من قال فی خطبۃ الجمعۃ بعد الثناء اما بعد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الموت میں منبر پر تشریف فرما ہوئے اور یہ آپ علیہ السلام کا آخری بیٹھنا تھا۔ ایک چادر کندھوں پر ڈالے ہوئے، کالے کپڑے سے سر باندھے ہوئے، آپ علیہ السلام نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا لوگو! میرے پاس آؤ۔ وہ سب قریب ہو گئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اما بعد، دیکھو یہ انصار کا قبیلہ کم ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بڑھ جائیں گے۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کوئی نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت رکھتا ہو (یعنی حکمران ہو) تو اس کو چاہیے کہ انصار کے نیک لوگوں کی نیکی منظور کرے اور ان کے برے کی برائی سے درگزر کرے۔''

بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی نصیحت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ بخاری کتاب التفسیر، سورہ حشر باب والذین تبوءوا الدار والایمان میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ نصیحت مروی ہے۔

انصار کی حق تلفی ہوگی۔ نبوی پیش گوئی

بخاری کتاب المناقب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للانصار رضی اللہ عنہم میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

''ایک انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھ کو ملازمت نہیں دیتے جیسے فلاں شخص کو ملازمت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میرے بعد حق تلفی دیکھو گے تو حوض کوثر پر مجھے ملنے تک صبر کرنا۔''

اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دو حدیثیں اسی مفہوم کی مروی ہیں۔ ان کے علاوہ بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف میں عبداللہ بن زید بن عاصم سے، کتاب الجہاد والسیر باب ماقطع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من البحرین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی السلام میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سترون بعدی امورا تنکرونہا کے آخر میں اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے ترمذی ابو اب الفتن باب ماجاء فی الاثرۃ میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے، نسائی کتاب آداب القضاۃ باب ترك استعمال من یحرص علی القضاۃ میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مسلم کتاب الامارت باب وجوب الوفاء بیعۃ الخلیفۃ الاوّل فالاوّل، میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے، مسلم کتاب الامارت باب الامر با لصبر عنہ ظلم الولاۃ واالاستیشارھم میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم

کی احادیث مروی ہیں۔مسلم کتاب الزکاۃ باب اعطاء المولفة و من یخاف علی ایمانه میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے بھی ایسی ہی احادیث مروی ہیں۔

مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانا منع ہے

بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حمل علینا السلاح فلیس منا میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے، وہ ہم میں سے نہیں۔

بخاری کی ایک حدیث میں فرمایا گیا:

"میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے اترنے کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح بارش کے مقامات نظر آتے ہیں۔(باب اطام المدینہ) اس کی شرح میں ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ بالخصوص واقعہ حرہ تو اس کا صریح مصداق ہے۔"

اہل مدینہ کے ساتھ برائی کرنے والے کا انجام

مسلم کتاب الحج باب فضل المدینة و دعاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیھا بالبرکة و بیان تحریمھا میں عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب کوئی اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح گھلا دیتا ہے جیسے سیسہ گل جاتا ہے آگ میں یا نمک گھل جاتا ہے پانی میں۔

اس باب میں انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کو حرم ٹھہرایا اور جو کوئی اس میں نئی بات نکالے یعنی گناہ کی تو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی اور لوگوں کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل، یا کسی نے ایسے بدعتی کو

جگہ دی (تو اس کا بھی انجام ہوگا)۔اس باب میں ابو ہریرہؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔اس باب میں عاصم نے انس بن ؓ مالک سے روایت کیا کہ مدینہ حرم ہے اور وہاں کے درخت نہ توڑے جائیں اور جو ایسا کرے اس پر اللہ،فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے۔"

اسی باب میں حضرت علی علیہ السلام سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

"اسی باب میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے طویل روایت ہے جس میں یہ بھی فرمایا کہ میں نے مدینہ کو حرم ٹھہرایا دو پہاڑوں کے بیچ کہ نہ اس میں خون بہایا جائے اور نہ لڑائی کیلئے ہتھیار اٹھایا جائے نہ اس میں کسی درخت کے پتے جھاڑے جائیں مگر صرف چارے کیلئے۔"

مسلم کتاب الحج تحریم ارادۃ اہل المدینہ بسُوء میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا جو اس شہر والوں یعنی اہل مدینہ سے برائی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا گھلا دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

اسی باب میں یہی روایت حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت سعدؓ دونوں سے مروی ہے۔اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے محدث قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مسلم بن عقبہ اور یزید بن معاویہ کے ساتھ یہی کچھ ہوا۔

(مسلم بمع شرح امام نووی ج:1 ص:441)

اسی طرح کی دوسری روایات ابن حجر نے فتح الباری ج:8،ص:81 پر لکھی ہیں۔ابن کثیر نے دار قطنی کے حوالہ سے روایت درج ہے کہ حضرت جابرؓ نے حرہ کے دن کہا برباد ہو وہ شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کو ڈرایا۔ہم نے کہا کوئی ان کو کیسے ڈرا سکتا ہے؟ جابرؓ نے کہا میں نے آپ علیہ السلام کو فرماتے سنا ہے جس نے قبیلہ انصار کو ڈرایا اس نے میرے دل کو ڈرایا۔ (البدایہ والنہایہ ج:8،ص:223)

واقعہ حرّہ

یزید کے دور کا دوسرا المناک واقعہ جنگ حرہ کا تھا۔ جو 62ھ میں پیش آیا۔ اس واقعہ کی مختصر روداد یہ ہے۔ کہ اہل مدینہ نے یزید کو فاسق و فاجر قرار دے کر اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اہل مدینہ کے بیعت توڑنے کا سبب یہ ہوا کہ یزید گناہوں میں بہت زیادہ پھنس گیا تھا۔ واقدی نے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ غسیل الملائکہ سے روایت کی ہے کہ واللہ! ہم نے یزید پر تب تک بغاوت نہیں کی جب تک ہمیں یہ یقین نہیں ہوا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برس جائیں گے کیونکہ فسق و فجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کریں اور کھلم کھلا شراب پئیں اور نماز چھوڑ دیں۔

(تاریخ الخلفاء امام سیوطی ص:261 اردو)

اہل مدینہ نے اس کے عامل کو شہر سے نکال دیا اور عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ (غسیل ملائکہ) کو اپنا سربراہ بنالیا۔ یزید کو اطلاع ملی تو اس نے مسلم بن عقبہ المُرّی جسے سلف صالحین مسرف بن عقبہ کہتے ہیں، کو بارہ ہزار فوج دے کر مدینہ پر چڑھائی کیلئے بھیج دیا اور اسے حکم دیا کہ تین دن تک اہل شہر کو اطاعت کی دعوت دیتے رہنا، پھر اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرنا اور جب فتح پالو تو تین دن کیلئے مدینہ کو فوج پر مباح کر دینا۔ اس ہدایت پر یہ فوج گئی، جنگ ہوئی اور مدینہ فتح ہوا۔ اور اس کے بعد یزید کے حکم کے مطابق تین دن کیلئے فوج کو اجازت دے دی گئی کہ شہر میں جو کچھ چاہے کرے۔ ان تین دنوں میں شہر کے اندر ہر طرف لوٹ مار کی گئی، شہر کے باشندوں کا قتل عام کیا گیا جس میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق سات سو معززین اور دس ہزار کے قریب عوام قتل ہوئے اور غضب یہ ہے کہ وحشی فوجیوں نے گھروں میں گھس گھس کر بے دریغ عورتوں کی عصمت دری کی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں ایک ہزار خواتین زنا سے حاملہ ہو گئیں۔

(طبری ج:4،ص:372 تا ص:379، الکامل ابن اثیر ج:3،ص:310 تا 313، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ:ج:8،ص:219 تا221)

یزیدی لشکر کا سپہ سالار مسلم بن عقبہ (بقول ابن حزم مسرف یا مجرم بن عقبہ) واقعہ کے تین دن بعد ہلاک ہوگیا۔ اور یزید اس واقعہ کے 2 سے 3 ماہ کے اندر مر ہوگیا۔ وہ 15 ربیع الاوّل 64ھ کو مرا۔ اس کا دور تین سال آٹھ ماہ اور کچھ دن تک رہا اور بوقت موت اس کی عمر 30 سال کے قریب تھی۔

(ابن حزم ۔ اسماء الخلفاء و الولاۃ و ذکر مددھم ملحقه جو امع سیرۃ ،ص:357-358)

آنحضرت ﷺ کے جوار شادات اہل مدینہ کے ساتھ برائی اور خوف زدہ کرنے کے بارے میں بخاری، مسلم، نسائی اور مسند احمد میں متعدد صحابہ سے منقول ہوئے ہیں، ان کے پیش نظر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علماء کے ایک گروہ نے یزید پر لعنت کرنے کو جائز رکھا ہے جن میں سے ایک قول امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

اس واقعہ کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں وہ ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

(1) مسلم کتاب الحج باب فضل المدینه میں ابو سعید المهری سے روایت ہے کہ وہ حرّہ کی راتوں میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور مشورہ کیا کہ مدینہ سے کہیں اور چلے جائیں اور شکایت کی ان سے وہاں کی مہنگائی کی اور کثرت عیال کی اور کہا کہ مجھ کو صبر نہیں آ سکتا مدینہ کی محنت اور بھوک پر تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا خرابی ہو تیری میں تجھے تھوڑی یہاں رہنے کا کہتا ہوں بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو کوئی مدینہ کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے اور یہیں فوت ہو جاتا ہے تو میں قیامت کے دن اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا اگر وہ مسلمان ہوا تو!

اس سے اگلے باب الترغیب فی سکنی المدینه و فضل الصبر علی الاو آئها و شد تها میں اسی طرح کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں واقعہ حرّہ کو فتنہ کہا گیا۔

بخاری کتاب الهبة باب الهبة المقبوضة وغیر المقبوضة میں حضرت جابر

بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ اونٹ بیچا۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو مجھے فرمایا مسجد میں دو رکعت پڑھ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اونٹ کی قیمت تول کردی۔ اس میں کچھ (بطور تبرک کے) ہمیشہ میرے ساتھ رہتی لیکن حرہ کے دن شام والوں نے وہ مجھ سے چھین لی یہی روایت مسلم کتاب البیوع باب البیع یکون فیه الشرط فیصح البیع و الشرط میں بھی آئی ہے۔ یہی روایت مسلم کتاب المساقات والمزارعت باب بیع البعیر واستثناء رکوبہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آئی ہے۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ یہ لڑائی 62ھ میں ہوئی۔ یزید پلید کے لشکر نے اہل مدینہ پر حملہ کیا اور مدینہ منورہ کو لوٹا اور ویران کیا۔ حرہ مدینہ منورہ کا میدان ہے وہاں جنگ ہوئی۔ کئی روز تک حرم محترم میں نماز نہیں ہوئی اور مردود یزید کے لشکر والوں نے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے لعنة الله علیه و علی اتباعه و انصاره

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بخاری کی شرح فتح الباری میں ج:3، ص:177 پر لکھتے ہیں کہ واقعہ حرہ میں اتنے لوگ مارے گئے کہ ان کی گنتی سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عمرو بن سعید، یزید کے گورنر مدینہ نے اتنے ظلم کئے کہ اسلام کی آنکھیں آج تک رو رہی ہیں۔

(البدایہ والنہایہ ج:8، ص:161-162)

یزید نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ روانہ کیا۔ واقعہ حرہ کے بعد اس نے بچ جانے والوں سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم یزید کے زرخرید غلام ہیں۔

(فتح الباری ج:3، ص:177)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ یزید پکا ناصبی تھا اور اللہ اہل مدینہ سے راضی ہو۔

(سیر اعلام النبلاء ج:4، ص:318 بحوالہ روض الباسم ج:2، ص:36)

واقعہ حرہ میں تین دن تک مسجد نبوی میں جماعت نہ ہوسکی۔ صرف سعید بن مسیّب، سید التابعین، مسجد نبوی میں رہے۔

(جوامع السیرہ از ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ملحقہ رسالہ اسماء الخلفاء والولاۃ ص:357-358)

مسلم بن عقبہ (مسرف بن عقبہ) نے بچ جانے والے مدینہ کے لوگوں سے یزید کی غلامی پر بیعت لی۔ قریش کے دو افراد یزید اور محمد بن ابی الجہم کو اس بات پر قتل کر دیا کہ انہوں نے کہا تھا ہم اللہ اور سنت رسولؐ پر تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ یزید بن وہب نے کہا میں سنت عمر رضی اللہ عنہ پر بیعت کرتا ہوں تو اس کو بھی قتل کر دیا۔

(امام ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ج:8، ص: 240، ابن حجر، فتح الباری، ج:13، حدیث: 6760)

بخاری کتاب المغازی باب شہود الملائکہ بدراً میں روایت ہے جس میں سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا کہ واقعہ حرّہ میں صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ میں سے کوئی باقی نہ بچا۔

بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ میں عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ جب حرّہ کا دن ہوا اور لوگ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے لگے تو عبداللہ بن زید مازنی انصاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کس اقرار پر لوگوں سے بیعت لیتے ہیں، لوگوں نے کہا موت پر، عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا اس شرط پر تو میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اور کسی سے بیعت نہیں کرنے کا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھے۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''یہ 62ھ کا واقعہ ہے۔ مدینہ والوں نے یزید کے برے حالات دیکھ کر اس کی بیعت توڑ ڈالی اور عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر حاکم بنالیا۔ ان کے والد وہی تھے جن کو غسیل الملائکہ کہتے ہیں۔ یزید نے حال سن کر مدینہ والوں پر ایک فوج بھیجی جس کا سردار مسلم بن عقبہ تھا۔ اس مردود نے مدینہ والوں کا قتل عام کیا، شہر لوٹ لیا۔ سات سو تو صرف عالموں کو شہید کیا جن

میں تین سو صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔ مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے جو روضہ شریف کی طرف لید پیشاب کرتے تھے۔ معاذ اللہ کوئی دقیقہ پیغمبر صاحبؐ کی بے حرمتی کا نہ چھوڑا۔ اوپر سے طرّہ سنیئے جب یہ مسلم بن عقبہ مرنے لگا تو مرتے وقت یوں دعا کی "یا اللہ! میں نے توحید کی شہادت کے بعد کوئی نیکی اس سے بڑھ کر نہیں کی کہ مدینہ والوں کو قتل کیا۔ یہی نیکی ایسی ہے جس کے ثواب کی مجھ کو امید ہے، ارے خبیث بندگان خدا پر ظلم کرتا ہے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتا ہے پھر ثواب کی امید رکھتا ہے اس کو یہ غرّہ تھا کہ میں نے یزید خلیفہ وقت کی اطاعت کی اور مردود نہ سمجھا کہ اللہ و رسولؐ کی اطاعت سب پر مقدم ہے اگر گرو، یا مرشد، یا مجتہد، یا پیر کی اطاعت پر کوئی غرّہ ہو کہ اللہ اور رسولؐ کے خلاف کرے وہ بھی یزیدی ہے لعنۃ اللہ وغضب علیہ (بخاری ج:5، ص:393-394 تیسرا لباری)

اس واقعہ حرّہ کا ذکر مسلم **کتاب الامارت باب وجوب ملازمة جماعت المسلمین عند ظهور الفتن وفی کل حال** میں نافع سے مروی ہے جس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مطیع کو یزید کی بیعت نہ توڑنے کا کہا (یاد رہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت نہ کی تھی مگر یزید کی بیعت کی بڑی پابندی کی)

واقعہ حرّہ میں جنگ سے پہلے مسلم بن عقبہ نے مدینہ کے لوگوں سے کہا اگر تم اطاعت کر لو تو ہم مکہ جا کر ملحد (ابن زبیر رضی اللہ عنہ) کا خاتمہ کریں گے۔

(ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج:8، ص:237-238)

اہل حدیثوں کے امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ظاہری لکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام، ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور اہل حرّہ کا لڑنا اس بات کا ثبوت ہے کہ کلمہ گو حکمران کے خلاف بغاوت جائز ہے۔ (المحلیٰ ج:9، ص:362)

امام محمد بن ابراہیم الوزیر یمانی رحمۃ اللہ علیہ نے سنت کے دفاع میں بے مثال کتاب العواصم والقواصم فی الذب عن سنۃ ابی القاسمؐ لکھی ہے۔(اس کی ج:8،ص:76 پر امام ابن حزم کا قول نقل کرتے ہیں:

ایک شخص ابن مجاہد متکلم بصری طائی نے ایک کتاب لکھی ہے۔جس میں اس بات پر اجماع ذکر کیا کہ کلمہ گو ظالم حاکم جو چاہے کریں ان کے خلاف بغاوت نہیں کر سکتے۔

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"یہ مسئلہ دیکھ کر کانپ گیا کہ جو اجماع کے خلاف کرے گا وہ تو کافر ہوگا۔کیا اس متکلم کو خبر نہیں کہ حرہ کے دن پورا مدینہ جس میں سارے صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین یزید کے خلاف اٹھے تھے یا نہیں؟اگر اس مسئلہ پر اجماع تھا تو پھر وہ سارے نعوذ باللہ کافر ہو گئے۔کیا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھی یزید کے خلاف نہیں اٹھے اور علاقے چھین کر خلیفہ نہیں بنے؟ کیا حسین علیہ السلام ابن علی علیہ السلام اوران کے ساتھ نیک مسلمان نہیں اٹھے۔پھر امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ جو کٹر اہل حدیث اور بنوامیہ کی نسل سے ہیں دعا کرتے ہیں کہ جو یزید کے خلاف اٹھے تھے اللہ ان سے راضی ہو اور جنہوں نے ان کو قتل کیا ان پر اللہ کی لعنت ہو۔"

پھر امام رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ چار ہزار عالم حجاج بن یوسف کے خلاف سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں میدان میں نہیں آئے؟اے ابن مجاہد طائی بتا کیا وہ سارے کافر ہو گئے؟ اللہ کی قسم!جو ان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔

امام ابن حجر فتح الباری ج:12،ص:285-286 پر لکھتے ہیں:

"دو قسم کے لوگ حکومت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں ایک وہ جو دین سے نکل جاتے ہیں جیسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں مرتد اُٹھ کھڑے ہوئے

ایک گروہ وہ ہوتا ہے جو نیا عقیدہ لے کر نہیں بلکہ حکومت حاصل کرنیکی کے لئے اٹھتے ہیں۔ یہ لوگ بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو دین کی عزت کیلئے اس لیے نکلے کہ وقت کے حکمران ظالم ہو گئے اور سنت نبوی پر عمل حکمرانوں نے چھوڑ دیا، تو یہ لوگ اہل حق ہیں۔ ایسے ہی لوگوں میں حضرت حسین ابن علی علیہ السلام ، مدینہ کے اہل حرّہ اور حجاج کے خلاف اٹھنے والے 4,000 عالم ہیں۔

(بس ان دو سطروں میں سارا واقعہ کربلا آ گیا)

اگر مسلمان حکمران غلط کار ہو جائے تو اس کے خلاف بغاوت کر سکتے ہیں، باغی وہ ہو گا جس نے حق کا راستہ چھوڑ دیا، چاہے حکمران ہو، چاہے رعایا، مثلاً

(1) خارجی باغی تھے، معاویہ باغی تھے اور حضرت علی علیہ السلام حق پر تھے۔

(2) امام حسین علیہ السلام اور اہل حرّہ اور 4,000 قرّا حق پر تھے اور یزید و حجاج بن یوسف و عبدالملک بن مروان باغی تھے۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید نے مسلم بن عقبہ کو یہ حکم دے کر انتہائی غلط کام کیا (کہ مدینہ پر حملہ کرے اور فوج کیلئے مباح کرے) ان تین دنوں میں مدینہ میں ایسے گناہ ہوئے جن کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ ان کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔'' (البدایہ والنہایہ ج:8، ص:225)

سلفاً وخلفاً یزید

کے بارے میں علماء اسلام کی رائے

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

شہِدَ شاهد من اهلها

لاہور کے اہل حدیث عالم حافظ صلاح الدین یوسف ان لوگوں میں سے ہیں جو امام حسین علیہ السلام کو باغی، یزید کو خلیفہ برحق اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اور جو لوگ یزید کو پلید لکھتے ہیں ان پر گرفت کرتے ہیں۔ حافظ مذکور اپنی کتاب رسومات محرم الحرام اور واقعہ کربلا ص:48 پر لکھتے ہیں:

"ہمیں معلوم ہے کہ بعض اکابر علماء نے بھی یزید کیلئے لفظ پلید استعمال کیا ہے، لیکن انہوں نے عدم تحقیق کی بنا پر رواروی میں ایسا کیا ہے اور اس معاملے کی گہرائی میں وہ نہیں گئے اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بعض مسائل میں جس طرح عام رائے ہوتی ہے، بڑے بڑے محقق بھی اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن جب کوئی دیدہ ور اس کی تہ میں اتر کر نقاب کشائی کرتا ہے تو صورت معاملہ بالکل مختلف نکلتی ہے، اس لیے اس دور میں جب یزید کا کردار نقد و نظر کی کسوٹی پر پرکھا گیا اور اس پر عام بحث ہوئی تو بہت سے مخفی گوشے بے نقاب ہو گئے۔"

ان سطروں میں حافظ مذکور نے اپنے خلاف یہ ڈگری تو دے دی کہ ہمارے بڑے بڑے علماء یزید کو پلید ہی کہتے آئے ہیں۔

میں اس سلسلہ میں یہ بات عرض کروں گا کہ جب بھی کوئی کہے کہ یہ گوشے پوشیدہ رہے اور وہ اس دور میں آ کر نمایاں ہوئے ہیں، تو بطور کلیہ یہ سمجھ لیں کہ وہ شخص گمراہ ہے۔ کبھی نہیں ہوسکتا کہ امت کے اتنے بڑے بڑے لوگ احمق گزرے ہوں۔ واقعہ کربلا آج نہیں ہوا۔ جو کچھ اس بارے میں لکھا گیا وہ سب نے پڑھا۔ ہمارے امام اور محدثین یہ جانتے تھے کہ شیعہ کیا کہتے ہیں اور سنی کیا کہتے ہیں، اس کے باوجود اگر وہ اس بات کو دھراتے رہے کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام شہید ہیں اور یزید پلید اور ملعون ہے تو کیا وہ احمق تھے؟ وہ لوگ محقق تھے اور کوئی نیا گوشہ سامنے نہیں آیا، صرف بددیانتی سامنے آئی کہ ناصبیوں نے صرف **لاتقر بو الصلاۃ** کہا اور اگلا ٹکڑا چھپالیا۔

ان لوگوں کے گرو محمود احمد عباسی کی کتاب خلاف معاویہ ویزید سے لے کر ان لوگوں کی سب کتابیں میں نے پڑھی ہیں۔ کسی نے بعد میں کوئی نئی بات نہیں لکھی، بس اسی کو نئے نام سے چھاپتے رہتے ہیں۔

خدا گواہ ہے اگر ناصبیوں کی کتابوں میں کوئی سچائی ہوتی، ان کے دیئے ہوئے حوالے درست ہوتے، بددیانتی نہ ہوتی تو میں یہ سمجھتا کہ چلو کچھ لوگ اختلاف رکھتے ہیں۔ ان کی بددیانتی کے ثبوت کیلئے صرف ایک واقعہ عرض کروں گا کہ ندوۃ العلماء لکھنو کے شیخ التفسیر مولانا محمد اویس ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب خلافت معاویہ ویزید دیکھی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے یونہی ایک جگہ سے کتاب کھولی۔ اس صفحہ پر تین حوالے تھے۔ وہ تینوں حوالے میں نے اصل کتابوں سے چیک کئے۔ تینوں میں خیانت تھی۔ عباسی نے ادھر اُدھر سے کاٹ کر اپنی مطلوبہ بات بنالی تھی۔

اگر صرف یہ ہوتا کہ اس کتاب سے کچھ گوشے نمایاں ہوئے ہوتے تو ہم صبر کرتے۔ ہمارے اکابر احمق نہیں، محقق تھے۔ انہوں نے شیعوں کے ردّ میں جو لکھا، وہ یہ ناصبی سوچ بھی

نہیں سکتے۔ ان لوگوں نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کیا لکھنا ہے؟ وہ جانتے تھے کہ شیعہ کیا کہتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ ان لوگوں کی طرح اہل بیت سے دشمنی نہیں رکھتے تھے۔ ان میں اعتدال اور توازن تھا۔ وہ جانتے تھے کہ شیعہ اپنی جگہ جو چاہے کہیں، مگر اہل بیت صرف ان کے نہیں ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھرانہ سارے مسلمانوں کا مشترکہ مرکز محبت ہے۔ ان کا احترام اہل ایمان پر لازم ہے۔ ہمارے اکابر بددیانت نہیں تھے۔ انہوں نے اس بارے میں جو لکھا، وہ میں پیش کرتا ہوں، جن کو حافظ صلاح الدین محدثین مانتے ہیں اور جن کے حوالے انہوں نے اپنی کتاب میں دیئے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ جب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن دنیا میں موجود ہیں تو حسین علیہ السلام کے دشمنوں کی موجودگی کا کیا گلہ؟ مگر حسین علیہ السلام زندہ رہے گا دشمن اپنی موت آپ مرتے رہیں گے۔

(1) شیخ الاسلام فی الحدیث حافظ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

ان کی کتاب تہذیب التہذیب ج:11، ص:360-361 سے راوی نمبر 699 کا حوالہ پیش خدمت ہے۔

''اس میں یزید بن معاویہ بن ابوسفیان کے بارے میں یزید کے خاندان یعنی بنوامیہ میں سے مروان بن حکم کے پوتے حضرت عمر بن عبدالعزیز، جو کہ خلیفہ راشد شمار کیے گئے، کا فیصلہ لکھا ہے۔ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ یحییٰ بن عبدالملک بن ابی غنیۃ ثقہ نے نوفل بن ابی عقرب ثقہ سے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے یزید کی بات کرتے ہوئے کہا کہ امیر المومنین یزید نے ایسا کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز نے کہا تو یزید کو امیر المومنین کہا ہے؟ پھر آپ نے حکم دیا کہ اس آدمی کو 20 کوڑے لگائے جائیں۔

(مزید حوالے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لسان المیزان ج:6، ص:293-294،

ذہبی سیر اعلام النبلاء ج:4،ص:319،امام ابن حجر نے فتح الباری ج:12،
ص:285-286 پر لکھا یزید باغی تھا اور مخالف حق پر تھے۔''

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری ج:3 **کتاب الجنائز** میں لکھا:

''یزید کے حکم سے مدینہ میں تین دن قتل وغارت ہوتی رہی اور مقتولوں کی تعداد سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

امام تقریب التہذیب،ص:562 پر لکھتے ہیں کہ یزید سے حدیث روایت نہ کی جائے۔فتح الباری،ج:11،ص:65 پر لکھتے ہیں کہ یزید تو یزید ہی تھا۔''

(2) شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی کتاب **حجة الله البالغه** معرکۃ آراء کتاب ہے۔اس کی دوسری جلد کے آخری صفحہ پر شاہ صاحب لکھتے ہیں:

''حدیث میں آیا ہے کہ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر اس کے بعد والا اور پھر اس کے بعد والا۔تو اس سے کچھ لوگوں نے سمجھ لیا ہے بہتر زمانہ کا ہر آدمی بعد والے زمانہ کے ہر آدمی سے بہتر ہے۔شاہ صاحب نے لکھا کہ یہ تشریح بالکل غلط ہے۔بعد والوں میں کئی لوگ ایسے ہیں جو پہلوں سے آگے نکل جائیں گے۔(اور یہی رائے امام ابن عبدالبر صاحب التمہید کی ہے)۔یہ صرف زمانہ سے زمانہ کا مقابلہ ہے یعنی مجموعی طور پر پہلا دور دوسرے سے بہتر ہے، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ پہلے زمانہ کا ہر آدمی بعد والے زمانہ کے ہر آدمی سے بہتر ہو۔(یہ کوئی کلیہ نہیں ہے) ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے جبکہ بہتر زمانہ میں سے کچھ ایسے تھے جو بالاتفاق منافق تھے یا فاسق تھے مثلاً حجاج بن یوسف، یزید بن معاویہ، مختار بن عبید ثقفی اور قریش کے وہ چھوکرے جو ملک برباد کردیں گے، اور ایسے ہی وہ لوگ جن کے برے حال کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔حق بات یہ ہے کہ پہلے زمانہ کی اکثریت

دوسرے زمانہ کی اکثریت سے بہتر ہے۔
دیکھئے! شاہ صاحب نے یزید بن معاویہ کو بالاتفاق منافق یا فاسق لوگوں میں شمار کیا ہے۔ گمراہی کی دعوت دینے والا شام میں یزید اور عراق میں مختار تھا۔" (مبحث فتن و مناقب، حجۃ اللہ البالغہ، ج:2، ص:213)

(3) شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کتاب صراطِ مستقیم ہے۔ یہ شاہ صاحب کی اپنی کتاب نہیں بلکہ ان کے مرشد سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ہیں۔ اس کتاب کے دو باب مولانا عبدالحیٔ اور دو باب حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

لٰہذا یہ حوالہ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو حافظ صلاح الدین یوسف نے اپنی کتاب مذکور میں دیا اور جو فقرے یزید کے خلاف تھے، وہاں نقطے لگا دیئے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سید احمد بریلوی یزید کو کیا سمجھتے تھے؟ ان کے خطوط کا مجموعہ مکاتیب سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مکتبہ رشیدیہ لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ مجموعہ مکاتیب سید احمد شہید کے ص:149 تا151 پر میر حاجی علی خاں کے نام خط لکھا ہے کہ جہاد میں ہمارا ساتھ دو۔ سید صاحب لکھتے ہیں ''میرا ساتھ دینا دراصل میرا ساتھ دینا نہیں بلکہ یہ لوگ اللہ رب العالمین کے دین کا ساتھ دے رہے ہیں اور میرے جد محترم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کا ساتھ دے رہے ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ ملعون منافق مخلص مسلمانوں سے الگ ہو جائیں۔ میرا ساتھی حسین ابن علی علیہ السلام کی فوج کا فرد ہے اور میرے مخالف کا ساتھی یزید شقی کے گروہ کے لوگ ہیں۔ میرے مخالفوں کی نوکری اور تعلق کو برقرار رکھنے کیلئے ان کا ساتھ دینا اپنے دین اور ایمان کو برباد کرنا ہے اور یزید پلید کے لشکر میں خود کو شمار کرنا ہے۔ بلاشبہ ہمارا شریک یا غازی ہے یا شہید اور ہمارا مقابل ابو جہل ہے یا یزید۔"

(4) علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی تفسیر روح المعانی میں سورہ محمدؐ: 47/22-23 کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ یزید میں ایمان کی رائی بھی نہیں تھی۔ اگر یہ پہلے مومن تھا تو بعد میں کافر ہو گیا۔ اب اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔ وہ لکھتے ہیں اگر کوئی بد بخت قرآن مجید کو باہوش وحواس (نعوذ باللہ) گندگی کے ڈھیر پر پھینک دے اور وہ منہ سے چاہے کلمہ کفر نہ بھی کہے تو وہ کافر ہے۔ اس کا توہین قرآن کا عمل ہی بتاتا ہے کہ وہ اب کافر ہو چکا ہے۔ علامہ سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ توہین قرآن سے بڑھ کر نہیں کہ کعبہ شریف جلا دیا، حرم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی مدینہ شریف میں تین دن ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم قتل کیے، مدینہ لوٹا، اور اہل بیت نبوت کو قتل کیا۔ علامہ لکھتے ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ یزید پر لعنت نہ کرو، ان پر لعنت ہے۔ یزید کے مددگاروں پر بے شمار لعنت ہو۔''

(5) مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ رضویہ ج: 6، (پرانی) ص: 107-108 پر لکھتے ہیں:

''یزید پلید علیہ ما یستحقہ من العزیز المجید (اللہ اس سے وہ سلوک کرے جس کا وہ مستحق ہے) قطعاً یقیناً باجماع اہل سنت فاسق وفاجر و جری علی الکبائر تھا (اب اس کے بعد انہوں نے کیا لکھنا تھا) اس قدر پر آئمہ اہل سنت کا اتحاد و اتفاق ہے، صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے ہیں اور نام لے کر اس پر لعنت کرتے ہیں اور سورہ محمدؐ: 47/22-23 سے اس پر سند لاتے ہیں۔

آگے چل کر مولانا نے یزید کے ظلم گنوائے ہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر ملک میں فساد پھیلایا، حرمین طیبین، خود مکہ معظمہ و روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن مسجد نبوی بے اذان و نماز رہی، مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کیے، کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑ ڈالا اور جلایا، مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود کے پالے ہوئے تنِ نازنیں پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور چور ہو گئے۔ سر انور کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا، کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا۔ حرم محترم مخدّرات قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے۔ اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا؟
ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے۔ قرآن عظیم میں اس پر صراحۃً لعنھم اللہ فرمایا لہٰذا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے موافقین اس پر لعنت فرماتے ہیں۔ اور ہمارے امام اعظم لعن و تکفیر سے احتیاطاً سکوت فرماتے ہیں کہ اس سے فسق و فجور متواتر ہے، کفر متواتر نہیں۔ اس کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت و بد مذہبی صاف ہے بلکہ انصافاً یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شمہ ہو۔

(6) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے بیٹے صالح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کچھ لوگ یزید سے محبت کرتے ہیں۔ امام نے فرمایا بیٹا! جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ یزید سے محبت کر سکتا ہے؟ پھر صالح نے پوچھا آپ یزید پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟ تو فرمایا تو نے اپنے باپ کو کسی پر بھی لعنت کرتے دیکھا ہے؟ مھنّا کہتا ہے میں نے امام سے یزید کے متعلق پوچھا۔ امام نے فرمایا کہ یہ یزید وہی ہے جس نے مدینہ والوں سے کیا جو کیا۔ اس نے پوچھا کیا کیا؟ امام نے فرمایا اس نے اصحاب رسول کو قتل کیا اور اس کے علاوہ اور بھی کیا۔ میں نے پوچھا اور کیا کیا؟ فرمایا اس نے فوج کو حکم دیا کہ لوگوں کے گھر لوٹ لو۔ پھر میں نے پوچھا کیا اس سے روایت کی جائے؟ امام نے فرمایا بالکل نہیں! اور یہی حافظ ابو یعلیٰ اور دوسروں نے کہا۔

> ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قاضی ابو یعلیٰ نے اپنی کتاب المعتمد فی الاصـــول میں صالح بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے ذکر کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم یزید سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹا! بھلا جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہو، وہ یزید سے محبت کیسے رکھ سکتا ہے اور ایسے شخص پر کیوں نہ لعنت کی جائے جس پر حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ میں نے کہا ابا جان! اللہ نے اپنی کتاب میں یزید پر کہاں لعنت فرمائی ہے۔؟ فرمایا جہاں ارشاد ہے کہ "پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو ملک میں فساد ڈالو اور قرابتیں قطع کردو، ایسے ہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی، پھر کر دیا ان کو بہرا اور آنکھیں اندھی کر دیں۔

(سورۂ محمد: 47/22-23 بحوالہ تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ج:8، ص:434)

(7) امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو انبیاء، صدیقین و شہداو

صالحین سے رکھی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی زمرہ میں بھی نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انسان کا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے محبت ہوتی ہے اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس بات کو پسند ہی نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید یا اس جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں تھے۔ (فتاویٰ ج:4،ص:484)

فتاویٰ ابن تیمیہ ج:4،ص:487-488 پر امام لکھتے ہیں

جب تاتاریوں نے دمشق پر قبضہ کر لیا ان کے مغل سردار بولائی نے مجھے اور دیگر علماء کو بلایا، میرے اور اس کے درمیان بات چیت ہوئی۔ اس نے مجھ سے جو باتیں پوچھیں ان میں سے یہ بھی تھی کہ تم یزید کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا ہم نہ اس سے محبت کرتے ہیں نہ اس کو گالی دیتے ہیں۔ کیونکہ نہ تو وہ نیک آدمی تھا کہ اس سے محبت کریں اور مسلمان کو ہم نام لے کر گالی بھی نہیں دیتے۔ بولائی نے کہا تم اس پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟ کیا وہ ظالم نہیں تھا؟ کیا اس نے امام حسین علیہ السلام کو قتل نہیں کیا؟ امام نے کہا جب ہم ظالموں کا ذکر کرتے ہیں تو حجاج اور اس جیسے سارے لوگوں پر مشترکہ لعنت کر دیتے ہیں جیسا کہ قرآن نے کہا ظالموں پر اللہ کی لعنت اور نام لے کر ہم لعنت نہیں کرتے ہمارے علماء میں سے کئی نام لے کر بھی اس پر لعنت کرتے ہیں اور ان دونوں باتوں کی گنجائش ہے کہ نام لے کر لعنت کریں یا مشترکہ لعنت کریں۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا ان کے قتل میں مدد کی یا ان کے قتل پر راضی ہوئے ان پر اللہ، فرشتوں، اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ ایسے لوگوں کا نہ اللہ فرض قبول کرے گا نہ نفل!

بولائی نے پوچھا تم اہل بیت سے محبت کیوں نہیں کرتے؟ میں نے جواب دیا کہ اہل

بیت کی محبت فرض اور واجب ہے اس پر اجر ملتا ہے کیونکہ صحیح مسلم میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ثابت شدہ حدیث ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حج سے لوٹے تو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک تالاب غدیر خم پر خطبہ دیا اور فرمایا لوگو! میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ایک قرآن اور دوسرا میرا خاندان ہے۔ پھر تین دفعہ فرمایا کہ میں اپنے اہل بیتؑ کے بارے میں تم کو اللہ کا خوف یاد دلاتا ہوں۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آلؑ کے بارے میں وصیت فرما گئے۔

''پھر میں نے بولائی سے کہا ہم اہل بیت سے محبت کیوں نہ کریں جبکہ ہم اپنی روزانہ کی نمازوں میں ان پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ بولائی نے پوچھا، پھر جو ان سے بغض رکھے اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا اس پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ اللہ ان لوگوں کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔''

امام لکھتے ہیں:

''میں نے وزیر سے پوچھا کہ یہ تاتاری اتنی کھود کرید کیوں کر رہا ہے؟ وزیر نے کہا بولائی کو بتایا گیا ہے کہ دمشق کے رہنے والے ناصبی ہیں۔ پھر میں نے اونچی آواز سے کہا جو یہ کہتا ہے کہ دمشق کے لوگ ناصبی ہیں۔ وہ جھوٹ بولتا ہے، جو یہ بات کہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اللہ کی قسم! ہم اہل دمشق ناصبی نہیں ہیں، میں نے ان میں کوئی ناصبی نہیں دیکھا۔ یہاں اگر کوئی حضرت علی علیہ السلام کو برا کہے تو لوگ اس کو قتل کر دیں گے، ہاں! ایک وقت تھا جب ان علاقوں پر بنی امیہ حاکم تھے۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کو برا کہتے تھے۔ آج ان میں سے کوئی نہیں رہا۔ اب یہاں سارے اہل بیت کے محبّ ہیں۔ یہ سارے یزید کو فاسق اور امام حسین علیہ السلام کو مظلوم مانتے ہیں۔''

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ ج:4، ص:511 پر لکھتے ہیں شہادت حسین علیہ السلام بڑی عظیم مصیبت ہے۔ امام منہاج السنہ ج:2، ص:288 پر لکھتے ہیں کہ

یزید کا حکم ماننا آئمہ مسلمین میں سے کسی کا عقیدہ نہیں۔امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ منہاج السنہ ج:4،ص:179 پر لکھتے ہیں کہ ناصبی جاہلوں کی ایک جماعت اس یزید کو صحابی خیال کرتی ہے اور بعض غالی ناصبی اس کو نبی بھی مانتے ہیں۔

(8) مولانا فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث عالم

اب ایک اہل حدیث عالم کا نایاب حوالہ پیش خدمت ہے۔ ہندوستان کے برطانوی دور میں یمن سے ایک شافعی عالم آیا، جس نے امیر معاویہ کے خلاف ایک کتاب لکھی۔تو اس کا جواب ایک اہل حدیث عالم مولانا فقیر اللہ نے لکھا۔اس کتاب کا نام تھا **مُفسِّق معاویه من الفرقة الغاویه**، (جس نے معاویہ کو فاسق کہا وہ گمراہ ٹولے میں سے ہے)۔ وہ کتاب امیر معاویہ کے دفاع میں لکھی گئی۔اس کے ص:34 پر مولانا لکھتے ہیں کہ لوگ امیر معاویہ کے خلاف کیوں ہیں؟ ایک تو حضرت علی علیہ السلام سے جنگ لڑنے کی بنا پر جو صفین میں لڑی گئی۔دوسری وجہ وہ قیامت اور بڑا سانحہ ہے جو امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہے۔امام حسین کی شہادت کا سبب امیر معاویہ کا بیٹا تھا جو نیک نہیں تھا، جو راہ راست پر نہیں تھا، اس میں اہل بیت کی دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، وہ زمین میں فساد برپا کرنے والا احمق یزید تھا۔یہ وہی یزید ہے جس نے لوگوں کو گھبراہٹ میں ڈال دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کے دل میں اس کی نفرت بیٹھ گئی اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو اس نے دکھ دیا۔ مسلمانوں کے دل محبت لے کر پیدا ہوئے ہیں، ان دلوں کو اس نے زخمی کر دیا۔اور ساری کائنات کے سردارؐ کے جگر کا ٹکڑا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چومتے تھے اور خطبہ دیتے ہوئے منبر سے اتر کر حسن و حسین علیہما السلام کو اٹھا لیتے تھے اور فرماتے یہ دونوں میرے باغ کے پھول ہیں تو اس حسین علیہ السلام کو اس نے شہید کر کے مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کیا۔وہ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار تھے، ان کی شان بڑی اونچی تھی۔اللہ نے ان کو شہادت کا مزہ چکھا کر شہیدوں کے مقام جنت میں پہنچا دیا اور یہ اللہ کی طرف سے طے شدہ بات تھی۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ اگر حسین علیہ السلام اللہ کے پیارے تھے تو اللہ نے ان کی مدد کیوں نہ

کی۔ اللہ چاہتا تھا کہ وہ ان کو جنت میں شہیدوں کا درجہ دے ورنہ وہ ہر طرح سے اللہ کی حفاظت میں تھے۔ جب انہوں نے مہندی سے داڑھی رنگی ہوئی تھی (یعنی بوڑھے تھے) تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف بلالیا اور مٹی میں ان کا جسم روندا گیا۔ یہ سب ان کے ساتھ اسی طرح پیش آیا جیسا کہ ان کے والد محترم ابوتراب علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا۔ یہ بھی ان کی طرح خدا کی بارگاہ میں سرخرو پہنچے۔

ان شریروں، پلیدوں اور ظالموں کیلئے تباہی اور ہلاکت ہو، جبکہ انہوں نے مومنوں کے محبوب کے ساتھ وہ کیا جو کافر بھی نہیں کرتے۔ اللہ ان کو رسوا کرے اور رسوا کرنے والا عذاب دے۔ ان وجوہات کی بنا پر لوگ رنج میں آ گئے کہ امیر معاویہ یہ ولی عہدی والا کام نہ کرتے تو نوبت یہاں تک کیوں پہنچتی۔

آگے پھر مولانا امیر معاویہ کی صفائی پیش کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر تھا، حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے پہلا قتل کیا، کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اس طرح لکھ کر امیر معاویہ کی جان چھڑانے کی کوشش کی کہ ان کا کوئی قصور نہیں، بیٹے کا قصور ہے۔

یاد رکھیں! بیٹے کی صفائی کسی نے نہیں دی۔ یہ تھے ہمارے اہل حدیث علماء!

(9) مولانا عزیز الرحمٰن مفتی دار العلوم دیوبند کا فتویٰ

عزیز الفتاویٰ مجموعہ فتاویٰ (دار العلوم دیوبند) کی ج:1، ص:8 پر حکم لعنت بر یزید کے تحت لکھا ہے کہ ہمارے اہل سنت والجماعت کے نزدیک راجح یہی ہے کہ نہ اس کو کافر کہا جائے نہ اس پر لعنت کی جائے اگرچہ اسکے ظلم و جور و فسق وتعدّی میں کلام نہیں ہے۔

(10) علامہ صالح بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ مقبلی یمانی سلفی کوکیانی نزیل مکہ

وہ بہت بڑے مجتہد اور سلفی عالم تھے وہ اپنی کتاب العلم الشامخ میں ص:239 پر لکھتے ہیں:

"امام غزالی نے کچھ حیلے بہانے بنائے اور یزید کے بارے میں نرم رویہ

اختیار کیا۔ آگے لکھتے ہیں کہ یزید کی ان کرتوتوں کو جو معمولی ثابت کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ اللہ کے دربار سے دھتکارا ہوا ہوگا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہادت نصیب ہوگی۔ وہ یزید کے گناہوں میں شریک ہوگا جو اس نامراد نے ہلاکت والے کئے تھے۔"

پھر علامہ لکھتے ہیں۔

"ڈر جا، نہ زیادتی کر نہ کمی کر، مگر افراط و تفریط سے اس دور میں بچنا ایسے ہی ہے جیسے ہاتھ میں انگارہ پکڑنا کیونکہ ہمارے زمانہ میں جہالت بہت ہوگئی ہے۔"

غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ان کا حال حاطب للیل (رات کے اندھیرے میں ایندھن اکٹھا کرنے والا) کا سا ہے جس کو پتہ نہیں چلتا کہ ہاتھ میں لکڑی آ گئی ہے یا سانپ ہاتھ میں پکڑ لیا ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب **البدر الطالع** میں علامہ صالح بن مہدی مقبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مجتہد ہونے کی تصریح کی ہے۔ علامہ مقبلی رحمۃ اللہ علیہ علم الشامخ ص:328 پر لکھتے ہیں:

"اور اس سے بھی عجیب شخص وہ ہے جو یزید مرتد کو اچھا بنا کر پیش کرتا ہے۔ (یہ یزید ہی تو ہے) جس نے بزرگان امت کے ساتھ ناگفتہ بہ معاملہ کیا۔ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کو خاک میں ملایا۔ سبط نبی علیہ السلام حضرت حسین علیہ السلام اور ان کے اہل بیتؑ کو شہید کیا اور ان کی بے عزتی کی اور ان کے ساتھ وہ برتاؤ کیا کہ اگر دشمنان اسلام میں عیسائیوں کا بھی ان پر قابو چلتا تو شاید ان کا برتاؤ بھی ان حضرات کے ساتھ اس سے نرم ہوتا۔"

آگے لکھتے ہیں: "یزید کی حرکت کو وہی معمولی سمجھے گا جو توفیق الٰہی سے محروم ہو اور جس کو شقاوت نے گھیر لیا ہو۔ اس طرح وہ بھی اس کے مہلک کرتوتوں میں اس کا شریک بن گیا۔ لہٰذا تمہیں افراط و تفریط سے بچنا چاہیے۔ لیکن اس

سلسلہ میں صبر سے کام لینا ایسا ہی ہے جیسے انگارے کو مٹھی میں پکڑنا خصوصاً جبکہ جہالت امڈی چلی آتی ہو جیسا کہ ہمارے زمانے میں ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت وسلامتی کے خواہاں ہیں۔ آمین

اور فقہ کا نرالا مسئلہ جس کو ابن حجر ہیثمی نے اپنی کتاب الصوائق المحرقہ میں بیان کیا ہے: کہ

"یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں اگر چہ بالا جماع ایسے شخص پر لعنت کرنا جائز ہے جو شرابی ہو، قطع رحمی کا مرتکب ہو اور مدینہ کی حرمت پامال کرے اور جو حضرت حسین علیہ السلام کا قاتل ہو یا ان کے قتل کا حکم دے یا ان کے قتل سے راضی ہو لیکن خود یزید پر لعنت نہیں کر سکتے اگر چہ اس نے ان تمام امور کا ارتکاب کیا تھا اور وہ قطعاً فاسق تھا۔ اور جیسا اس کہ ان کا قول ہے ایسا ہی ہم ان کی فقہ میں پاتے ہیں کہ کسی متعین شخص پر لعنت کرنا روا نہیں۔ یہ ان کا کلیہ ہے۔ تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ تمہاری فقہ میں تو قیاس الدلدلۃ کی بنا پر یوں ہونا چاہیے تھا کہ نہ کسی معین شرابی پر حد لگائی جاتی، نہ کسی معین زانی پر، اور اسی طرح تمام احکام شریعت میں بھی یہی ہونا چاہیے تھا کہ کیونکہ طریقہ تو ایک ہی ہے اور اس صورت میں تمہاری منطق بھی ہوا میں اڑ گئی کیونکہ تم تو منطق کی شکل اوّل کی بھی جو بدیہی لانتاج ہے، مخالفت کر رہے ہو۔ لہٰذا اب اس کے بعد اور کون سی دلیل تمہارے سامنے ٹھہر سکتی ہے۔ کیونکہ قیاس کی شکل اوّل کی صورت یہ ہے کہ

(1) یہ یزید ہے جس نے شراب پی

(2) شراب پینے والا ملعون ہے

(3) لہٰذا یزید ملعون ہے۔

ہاں اگر یہ حضرات یوں کہتے کہ لعنت کرنے سے اس لئے بچنا چاہیے کہ

ارشادِ نبوی ہے ''مومن لعنت کا ڈھیر نہیں لگایا کرتا۔'' تو بے شک اس صورت میں اہلِ تقویٰ کیلئے اس سے بچنے کی گنجائش ہوتی۔''

(11) حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ

اہلِ حدیث عالم مولانا معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے پردادا مشہور اہلِ حدیث عالم حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے سات جلدوں میں قرآن مجید کی تفسیر پنجابی زبان میں تفسیر محمدی کے نام سے لکھی ہے، ان کی دوسری کتاب زینت الاسلام ہے۔ جس کے دو حصے میں، پہلا شرک کے ردّ میں اور دوسرا بدعت کے ردّ میں ہے۔ حافظ صاحب ''زینت الاسلام'' کے دوسرے حصہ میں ص:61 پر موسیقی کے ردّ میں لکھتے ہیں۔

جے سند یزید پلیدوں پکڑو اُس قوّال ہزاراں
یاں اس جیہاں ہور خلیفیاں کولوں، رل سوسنگ شراراں

یعنی اگر تم یزید پلید کو بطور سند پیش کرو کہ اس کے پاس ہزاروں گویّے تھے۔ یا اس جیسے اور حکمرانوں کا نام بطور مثال پیش کرو تو تم برے لوگوں کے ساتھ رہو گے۔

(12) امام ابو عبداللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ

''بنو امیہ کے بادشاہوں سے جو کچھ صادر ہوا از قسم فساد، اہلِ بیتؑ سے جنگ، مہاجر و انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کو مدینہ کے واقعہ حرّہ میں قتل کرنا اور مکہ میں قتل کرنا، وہ کوئی چھپا ہوا فعل نہیں ہے۔ اور جو کچھ حجاج، عبدالملک اور اس کی اولاد نے حجاز و عراق میں لوگوں کے خون بہائے اور مال تباہ کئے وہ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بنو امیہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہلِ بیت کا خیال رکھنے کی وصیت کی مکمل مخالفت کی اور ان کی مکمل نافرمانی کی۔ اہلِ بیت کا خون بہایا اور ان کے مال لوٹ لیے، عورتیں اور بچے قید کر لیے، ان کے مکان گرا دیئے، ان کی شان کے منکر ہو گئے، ان پر لعنت کرنا اور گالیاں دینا دین بنا لیا اور وصیت نبوی کے بالکل الٹ کیا اور جو امید رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تھی اس کے خلاف کیا۔ جب بنو امیہ قیامت کے روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے کھڑے ہوں گے، تو ان کی شرمندگی کا اندازہ

کون کرسکتا ہے؟ یہ حضور ﷺ سے کہہ رہے ہوں گے کہ ہماری سفارش فرمائیں مگر لیکن منہ سے کہیں گے؟ اس عظیم دن ان کی رسوائی وذلت کا کیا حال ہوگا! **حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

امام لکھتے ہیں کہ حدیث میں بتائے گئے چھوکروں سے مراد یزید اور ابن زیاد ہیں۔

(مختصر تذکرہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ، از امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ ص:119)

(13) علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (صاحب روح المعانی)

ان کی یزید کے بارے میں رائے خانہ کعبہ پر حملہ کے ذیل میں پچھلے صفحات پر ملاحظہ ہو۔

(14) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی تفسیر مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) میں سورہ کوثر کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"کوثر (بہت کثرت) کا ایک معنیٰ نسل کی کثرت بھی ہے۔ یہ بات اس لیے بھی مناسب ہے کہ عاص بن وائل نے حضور ﷺ کے لخت جگر قاسم علیہ السلام کی وفات پر یہ طعنہ دیا تھا کہ آپ ﷺ اس دنیا سے ابتر جائیں گے (نعوذ باللہ) اس کافر کے طعنے کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم آپ ﷺ کو بے اندازہ اولاد دیں گے جو زمانے گزرنے پر بھی ختم نہ ہوگی۔ دیکھ کتنے ہی سید قتل کردیئے گئے، پھر دیکھ کہ دنیا اب بھی سیدوں سے بھری پڑی ہے۔ جبکہ بنی امیہ میں سے ایک بھی ایسا نہ رہا جس کی لوگ عزت کرتے ہوں۔ پھر دیکھ اولاد رسول ﷺ میں کتنے عالم ہوئے ہیں، باقرؑ جیسے، صادقؑ، کاظمؑ اور رضاؑ جیسے اور نفسِ زکیہؑ اور ان کی مثل دوسرے۔

(القول الثالث، ج:32، ص:124)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ البدایہ والنہایہ ج:8، ص:256 پر لکھتے ہیں:

''یزید کے 15 بیٹے اور 5 بیٹیاں تھیں۔ان کے نام لکھ کر امام کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک کی اولاد بھی دنیا میں نہیں رہی۔اس کو خدا نے ابتر کر دیا۔''

(15) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ

کاش امیر معاویہ یزید کو ولی عہد نہ بناتے (سیر اعلام النبلاء ج:4،ص:79)

آپ فرماتے ہیں:

''یزید عادل نہیں تھا۔وہ اس قابل نہیں کہ اس کے روایت لی جائے۔''

(میزن الاعتدال ج:4،ص: 440 نمبر 975)

یزید پکا ناصبی تھا۔سنگدل، بدزبان، غلیظ، جفا کار، مے نوش، بدکار جس نے اپنی حکومت کا افتتاح حسین علیہ السلام کے قتل سے کیا اور اختتام واقعہ حرہ پر، اسی لیے اس پر لوگوں نے اس پر لعنت بھیجی اور اس کی عمر میں برکت نہ ہوسکی۔ حضرت حسین علیہ السلام کے بعد بہت سے حضرت نے اس کی خلاف خروج کیا جیسے اہل مدینہ نے یزید نے مسلم بن عقبہ کو کہہ کر کہ وہ تین دن تک مدینہ نبوی میں قتل و غارت گری جاری رکھے بڑی خطاء فاحش کی۔یہ بڑی سخت اور فاش غلطی اور اس کے ساتھ صحابی اور صحابی زادوں کا قتل عام بھی شامل ہوگیا۔اور پہلے گزر چکا کہ حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب ابن زیاد کے ہاتھوں قتل کر دیئے گئے۔مدینہ نبوی میں ان تین دنوں میں وہ مفساد عظیم واقع ہوئے جو حد و حساب سے باہر ہیں اور بیان نہیں کئے جاسکتے۔بس اللہ عزوجل ہی کو ان کا علم ہے۔یزید نے تو مسلم بن عقبہ کو بھیج کر چاہا تھا کہ اس کی سلطنت واقتدار کی جڑیں مضبوط ہوں اور اس کے ایام حکمرانی کو بلانزاع دوام حاصل ہو مگر اللہ تعالٰی نے اس کے خلاف مراد اس کی سزا دی اور اس کے اور اس کی خواہش کے درمیان حائل ہوگیا۔اسی طرح اللہ تعالٰی نے جو سب ظالموں کی کمر توڑ دیتا ہے اس کی کمر بھی توڑ کر رکھ دی اور اسے اسی طرح پکڑا جس طرح وہ عزیز و

مقتدر کو پکڑا کرتا ہے۔ اللہ اہل مدینہ سے راضی ہو۔

(سیر اعلام النبلاء ج:4، ص:318، بحوالہ روض الباسم ج:2، ص:36، بحوالہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ)

(16) امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ

جو لوگ یزید جیسے فاسق اور شرابی کو امیر المومنین اور امام حسین علیہ السلام کو باغی کہتے ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہو۔ (نیل الاوطار ج:7، ص:186)

(17) امام سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالہ سے لکھتے ہیں

''یزید پر اللہ کی لعنت ہو، وہ امام حسین علیہ السلام کے قتل پر خوش ہوا اور مکہ و مدینہ کو تاراج کیا''

(ارشاد الساری شرح بخاری کتاب الجهاد و السیر ج:5، ص:104-105)

''یزید اور اس کے ساتھیوں پر لعنت ہو۔'' (شرح عقائد نسفیہ، ص:174)

(18) امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے البدایہ والنہایہ ج:8، ص:223 میں جہاں واقعہ حرہ کا ذکر آیا، ان حدیثوں کا ذکر کیا جن میں یہ مضمون آتا ہے:

''ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے جو اہل مدینہ کو ظلماً خوف میں مبتلا کریں۔''

وہاں ان کو بیان کر کے لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے اور اس جیسی دوسری حدیثوں سے ان حضرات نے استدلال کیا ہے جن کی رائے یہ ہے کہ یزید بن معاویہ پر لعنت کرنے کی اجازت ہے۔ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے اور اسی کو حلال، ابو بکر عبدالعزیز، قاضی ابو یعلیٰ اور ان کے صاحب زادے قاضی ابو الحسین نے اختیار کیا ہے اور حافظ ابو الفرج ابن

جوزی نے ایک مستقل تصنیف اس بارے میں لکھ کر اسی روایت کی تائید کی ہے اور یزید پر لعنت کرنے کو جائز بتایا ہے۔"

آپ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نبوی لکھ کر کہ 60ھ میں ایسے ناخلف ہوں گے جو نمازیں چھوڑیں گے اور خواہشات کی پیروی کریں گے۔ (البدایہ والنہایہ ج:8، ص:249) اور عنقریب غیّ جہنم (دوزخ کی بدترین وادی) میں داخل ہوں گے میں (ابن کثیر) کہتا ہوں یزید پر سب سے زیادہ شراب نوشی اور بعض فواحش کا الزام لگایا گیا ہے۔

سورۂ ھود:11/102 میں فرمایا گیا کہ تمہارا رب جب نافرمان بستیوں کو پکڑا کرتا ہے تو اس کی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے، بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور سخت ہے۔

(19) امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

"اللہ تعالیٰ قاتل حسین علیہ السلام پر لعنت کرے اور اس کے ساتھ ابن زیاد اور یزید پر بھی لعنت کرے۔" (تاریخ الخلفاء ص:257)

"یزید امام حسین علیہ السلام کا سر دیکھ کر اوّل تو بہت خوش ہوا پھر مسلمانوں کے اس فعل کو برا سمجھنے کے بعد اظہار ندامت کیا۔" (تاریخ الخلفاء ص:260 اردو)

(20) امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ظاہری

صحابہ و تابعین میں سے جن حضرات نے یزید، ولید، سلیمان کی بیعت سے انکار کیا وہ صرف اس بنا پر تھا کہ یہ ناپسندیدہ لوگ تھے۔

(الفصل ج:4، ص:169)

امام حسین علیہ السلام کی رائے میں یزید کی بیعت، بیعت ضلالت تھی۔

(الفصل ج:4، ص:105)

امام نے کتاب جمہرہ انساب العرب ص:112 اور اسماء الخلفاء والاۃ و ذکر مدھم ص:357-358 ملحقہ جوامع السیرۃ میں یزید کے جرائم گنائے ہیں۔

(21) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

یزید بدنصیب فاسقوں کے گروہ میں شامل تھا۔

(مکتوب نمبر 251، دفتر اوّل حصہ چہارم، ص: 60)

یزید پر لعنت کرنے سے توقف کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہ تھا۔ ارشاد باری ہے۔ ''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے دنیا و آخرت میں لعنت کی۔

(22) علامہ بحرالعلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

یزید فاسقوں میں خبیث ترین شخص تھا اور منصب خلافت سے کوسوں دور تھا بلکہ اس کے تو ایمان میں بھی شک ہے اللہ اس کا بھلا نہ کرے اور جو طرح طرح کی خبیث حرکتیں اس نے کیں، جانی پہچانی ہیں۔

(فواتح الرحموت، ج:2، ص:223)

(24) علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی کتاب هدية المهدى علیہ السلام میں لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی یزید پر لعنت ہو۔ آگے لکھتے ہیں جو حضرت امام علیہ السلام کو باغی کہتا ہے وہ خطائے فاحش کرتا ہے۔

بخاری كتاب النكاح باب ذب الرجل عن ابنته فى الغيرة و الانصاف کی ایک حدیث جس میں حضرت علی علیہ السلام کا ابوجہل کی مسلمان ہونے والا بیٹی سے نکاح کا معاملہ بیان ہوا ہے اور یہ کہ فاطمہ علیہا السلام میرے دل کا ٹکڑا ہے اور جو اس کو دکھ دیتا ہے وہ مجھے دکھ دیتا ہے کی شرح میں علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

''حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب حضرت فاطمہ علیہا السلام کو ایذا دینا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا ٹھہرا تو اب خیال کر لینا چاہیے کہ جن لوگوں نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا اور

امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا یا ان کی شہادت کا باعث ہوئے، ان کا گناہ کیسا سخت ہوگا۔ دنیا میں ان کو سزا ملی اور آخرت میں بڑا سخت عذاب ہونے والا ہے۔ میں کہتا ہوں اس حدیث صحیحہ سے یزید پلید اور اس کے اعوان و انصار کا موذی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ امام حسن اور حسین علیہ السلام کے قتل سے زیادہ اور کوئی ایذا حضرت فاطمہ علیہا السلام کی نہیں ہوسکتی اور اس آیت "ان الــذیــن یــوذوون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا ولآخرہ اعدلھم عذابا مھینا" سے اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کو ایذا دینے والوں پر لعنت کرنا جائز نکلتا ہے۔ لہذا یزید پلید اور ابن زیاد بدنہاد اور عمر بن سعد شقی اور شمر لعین اور سنان بن انس نخعی اور خولی وغیرہ قاتلین حسین علیہ السلام کے ملعون ہونے میں کیا شک ہے اور تعجب ہے ان علماء سے جنہوں نے ایسے ظالموں بدکاروں پر لعنت کو نا جائز قرار دے دیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے تو بہت تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے احیاء العلوم میں یزید پلید کے باعثِ قتل امام حسین علیہ السلام ہونے کا انکار کیا حالانکہ متواتر نقلوں سے ثابت ہے کہ یزید ہی نے ابن زیاد کو حکم دیا تھا کہ یا امام حسین علیہ السلام سے بیعت لو یا ان کو قید کر کے میرے سامنے لاؤ یا قتل کرو اور جب سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا اس کے سامنے لایا گیا تو مردود نے خوشی کی اور آپ کے منہ پر چھڑی ماری اہل بیت رسالت کی بے حرمتی کی لعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ اعوانہ و انصارہ الی یوم القیامۃ و اعدلہ عذابا عظیما۔" (بخاری مترجم ج:7،ص:145)

بخاری ج:5،ص:257 پر ایک حدیث کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ سر امام حسین علیہ السلام دیکھ کر کہا یہ بدر کے مقتولوں کا بدلہ ہے۔

(25) مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی

آپ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ یزید فاسق تھا اور اس نے ڈھٹائی کے ساتھ گناہ کے کام کیئے۔ (فتح الملہم، ج:3،ص:503)

(26) مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بے مثل مناظر اور مشہور اہل حدیث عالم حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام کا خروج بالکل جائز تھا۔ کیونکہ انہوں نے فاسق مجاہر (اعلانیہ بدکار) یزید کے خلاف خروج کیا تھا۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج:2،ص:622)

(27) امام صدر الاسلام ابو الیسر بزدوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ لکھتے ہیں: ''رہا یزید بن معاویہ وہ ظالم تھا لیکن آیا کافر بھی تھا یا نہیں، اس بارے میں علماء میں گفتگو ہے۔ بعض اس کو کافر بتاتے ہیں کیونکہ اس کے بارے میں وہ باتیں کہی جاتی ہیں جو کفر کا سبب بن سکتی ہیں اور بعض اس کی تکفیر نہیں کرتے کہ یہ باتیں صحیح نہیں اور کسی کو اس کا حال معلوم کرنے کی ضرورت بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے مستغنی فرما دیا۔

(اصول الدین، ص:198)

(28) ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ لکھتے ہیں کہ اس کو (یزید کو) مسلمان کہنے کے باوجود (یہ حقیقت ہے کہ) وہ فاسق تھا، شریر تھا، نشہ کا متوالا تھا، ظالم تھا۔ (الصواعق المحرقہ، ص:132)

(29) خواجہ محمد پارسا محدث نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

فصل الخطاب میں آپ فرماتے ہیں:

''حق تعالیٰ نے یزید اور اس کی نسل سے ایک شخص کو بھی تو باقی نہ چھوڑا کہ جو گھر آباد رکھے اور اس میں دیا جلا سکے (نہ کوئی نام لیوا رہا نہ کوئی پانی دیوا) اور اللہ تعالیٰ سب سے سچا ہے کہ جس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود فرمایا تھا کہ بے شک تیرا دشمن ہی ابتر ہوگا۔''

(بحوالہ الفرع النامی من الاصل السامی نواب سید صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ ص:57)

(30) علامہ عبدالحیٔ بن عماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے مخالفین سے قتال کرنے میں حق پر تھے کیونکہ آپ خلیفہ برحق تھے۔ نیز اس پر بھی اتفاق منقول ہے کہ حضرت حسین علیہ السلام کا خروج یزید کے خلاف، ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور اہل حرمین کا بنی امیہ کے خلاف، اور ابن لاشعث اور ان کے ساتھ کبار تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور بزرگان مسلمین رحمۃ اللہ علیہم کا خروج حجاج کے خلاف مستحسن تھا۔ پھر جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ یزید اور حجاج جیسے (ظالم و فاسق) حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا جائز ہے اور بعض حضرات کا مذہب تو یہ ہے کہ ہر ظالم کے خلاف خروج کیا جاسکتا ہے۔

(شذرات الذہب ج:1،ص:68)

(31) نواب سید صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ

اہل حدیث حضرات کے امام حضرت نواب سید صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد نسفیہ کی شرح بغیۃ الرائد شرح العقائد کے نام سے لکھی ہے۔اہل حدیث حضرات کو یزید کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے،اس کو نواب صاحب نے یوں بیان کیا

''بعض لوگ یزید کے بارے میں غلو وافراط کا راستہ اختیار کر کے کہتے ہیں کہ اس کو تو مسلمانوں نے بالاتفاق امیر بنایا تھا لہٰذا اس کی اطاعت حضرت حسین علیہ السلام پر واجب تھی۔اس بات کے زبان سے نکالنے اور اس پر اعتقاد رکھنے سے اللہ کی پناہ کہ وہ (یزید) امام حسین علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امام اور امیر ہو اور مسلمانوں کا اتفاق کیسا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اور انکی اولاد جو اس پلید کے زمانہ میں تھی،ان سب نے انکار کیا،اور اس کی اطاعت سے باہر ہو گئے۔اور اہل مدینہ کے بعض حضرات کو جب اس کے حال کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کی بیعت توڑ ڈالی، وہ تارک صلوٰۃ،شراب خور،زانی،

فاسق اور محرمات کا حلال کرنے والا تھا۔ اور بعض علماء جیسے کہ امام احمد اور ان جیسے دوسرے بزرگ ہیں اس پر لعنت کو روا رکھتے ہیں۔ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے سلف سے اس پر لعنت کرنے کو نقل کیا ہے۔ کیونکہ جس وقت اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا، وہ کافر ہوگیا اور جس نے حضرت ممدوح کو قتل کیا یا آپ کے قتل کا حکم دیا اس پر لعنت کے جواز پر اتفاق ہے۔ علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ قتل حسین علیہ السلام پر یزید کی رضا مندی اور اس پر اس کا خوش ہونا اور اہل بیت نبوی علیہ السلام کی توہین کرنا، یہ متواتر المعنیٰ ہے گو اس کی تفصیلات کا ثبوت اخبار احاد سے ہو۔ لہٰذا ہم اس کے بارے میں تو کیا اس کے ایمان کے بارے میں بھی توقف سے کام نہیں لیتے۔ اللہ کی اس پر بھی لعنت ہو اور اس کے مددگاروں پر بھی۔ بہر حال، وہ اکثر لوگوں کے نزدیک انسانوں میں سب سے زیادہ قابل نفرت ہے اور جو برے کام اس منحوس نے اس امت کے اندر کئے ہیں وہ ہر گز کسی کے ہاتھوں نہیں ہو سکتے۔

امام حسین علیہ السلام کے قتل کے بعد اس نے مدینہ منورہ اجاڑنے کیلئے لشکر بھیجا اور جو صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہ وہاں باقی رہ گئے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر حرم مکہ کی عزت پامال کرنے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کے درپے ہوگیا۔ اور اسی ناپسندیدہ حالت میں دنیا سے سے چل بسا۔ اب اس کے توبہ کرنے اور باز آنے کا احتمال ہی کہاں رہا۔''

(بغية الرائد فی شرح العقائد ص :63، طبع مطبع علوی لکھنو)

(32) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں:

''مختصر یہ کہ وہ ہمارے نزدیک تمام انسانوں میں مبغوض ترین ہے۔ جو کام

کہ اس بدبخت منحوس نے اس امت میں کیئے ہیں کسی نے نہیں کیئے۔
حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنے اور اہل بیت کی توہین کرنے کے بعد
اس نے مدینہ پاک کو تباہ و برباد کرنے اور اہل مدینہ کو قتل کرنے کے لئے
لشکر بھیجا اور جو صحابہ و تابعین وہاں باقی رہ گئے تھے، ان کو قتل کرنے کا حکم دیا
اور مدینہ کو برباد کرنے کے بعد مکہ معظّمہ کو منہدم کرنے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے
قتل کا حکم دیا۔ پھر اس دوران جبکہ مکہ محاصرہ کی حالت میں تھا، دنیا سے جہنم
چلا گیا۔ باقی رہا یہ احتمال کہ شاید اس نے توبہ و رجوع کرلیا ہو، یہ خدا جانے
حق تعالیٰ ہمارے اور سب مسلمانوں کے دلوں کو اس کی اور اسکے ساتھیوں کی
محبت اور دوستی بلکہ ہر اس شخص کی محبت اور دوستی سے جس کا برتاؤ اہل بیت
نبوی سے بُرا رہا یا جس نے بھی ان کے حق میں برا سوچا، ان کے حق کو پامال
کیا اور جس کو بھی ان کے ساتھ صدق عقیدت نہیں ہے یا نہیں تھی، ان سب
کی محبت اور دوستی سے محفوظ رکھے اور ہمارا اور ہم سے محبت رکھنے والوں کا
ان حضرات کے محبین میں حشر فرمائے اور دنیا و آخرت میں ان ہی حضراتؓ
کے دین و مذہب پر رکھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی اولاد امجاد کے طفیل اپنے
فضل و کرم سے ہماری یہ دعا قبول فرمائے بیشک اللہ تعالیٰ قریب ہے اور
دعائیں قبول کرنے والا ہے۔ آمین۔" (ص:70-71)

(33) یزید اور ابن عباس رضی اللہ عنہ

یزید نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے ملحد ابن زبیر رضی اللہ عنہ
(محبان صحابہ ان الفاظ پر غور فرمائیں) نے آپ کو اپنی بیعت کیلئے کہا تھا اور
آپ ہماری وفاداری پر مستقیم رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ جیسے رشتہ دار کو بہتر سے
بہتر جزائے خیر عطا فرمائے جو وہ ان حضرات کو عطا کرتا ہے جو صلہ رحمی
کرتے ہیں اور اپنے عہد پر قائم رہتے ہیں۔ سو اب میں اور کچھ بھولوں تو

بھولوں، لیکن آپ کے احسان کو نہیں بھولوں گا اور نہ آپ کی خدمت میں
ایسے صلے کی روانگی کو جو آپ کے شایان شان ہو۔ اب آپ ذرا اتنا خیال
اور رکھیں کہ جو بھی بیرونی آدمی آپ کی خدمت میں آئے جسے ابن زبیر رضی اللہ عنہ
نے اسے چرب زبانی سے متاثر کرلیا ہو تو آپ اسے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حال
سے آگاہ فرمائیں۔ اس حرم کعبہ کی حرمت حلال کرنے والے کی نسبت لوگ
آپ کی بات زیادہ سنتے اور مانتے ہیں۔ (الکامل ابن اثیر ج:4،ص:50)

اس خط میں یزید نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو ملحد اور حرم کی حرمت کو حلال کرنے والا کہا اور
رشوت کی پیش کش کی جو اس کا خاندانی پیشہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواباً یزید کو سرزنش نامہ تحریر کیا وہ یہ ہے۔

''تمہارا خط ملا۔ میں نے جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تو واللہ اس سلسلہ
میں تم سے حسن سلوک اور تعریف نہیں چاہتا۔ بلکہ جس نیت سے میں نے کیا
ہے، وہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تمہیں جو یہ زعم ہے کہ میرے حسن سلوک کو
فراموش نہ کروگے تو اے انسان اپنے حسن سلوک کو اپنے پاس رکھ، کیونکہ میں
حسن سلوک کو تم سے اٹھا رکھوں گا۔ اور تم نے یہ جو مجھ سے درخواست کی ہے کہ
میں لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا کروں اور ابن زبیر سے نفرت
دلاؤں اور بے یارومددگار چھوڑنے پر آمادہ کروں، تو ایسا بالکل نہیں ہوسکتا، نہ
تمہاری خوشی ہمیں منظور ہے اور نہ تمہارا اعزاز، اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے حالانکہ
تم نے حسین علیہ السلام کو اور ان جوانانِ عبدالمطلب کو قتل کیا جو ہدایت کے چراغ
اور ناموروں میں ستارے تھے۔ تمہارے سواروں نے تمہارے حکم سے ان
لوگوں کو خون میں لت پت ایک کھلے میدان میں اس حال میں ڈال دیا تھا کہ
ان کے بدن پر جو کچھ تھا، وہ چھینا جاچکا تھا۔ پیاس کی حالت میں ان کو قتل کیا
گیا اور بغیر کفن کے بے سہارا پڑا رہنے دیا گیا۔ ہوائیں ان پر خاک ڈالتی

رہیں اور بھوکے، بجو باری باری ان کی لاشوں پر آتے جاتے رہے، پھر حق تعالیٰ نے ان کیلئے ایسے لوگوں کو بھیجا جن کے ہاتھ ان کے خون سے رنگین نہ تھے۔ان لوگوں نے آ کران کو کفن دیا اور دفن کیا۔حالانکہ بخدا ان ہی کے طفیل تجھے یہ عزت ملی ہے اور اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا جہاں تو اب بیٹھا ہوا ہے۔ میں چاہے سب باتیں بھول جاؤں مگر اس بات کو نہیں بھول سکتا کہ تو نے ہی مجبور کر کے حسین علیہ السلام کو مدینہ سے مکہ پہنچایا۔اور پھر تو اپنے سواروں کو مسلسل ان کے پاس بھیجتا رہا اور لگا تار بھیجتا رہا حتی کہ ان کو عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا۔ چنانچہ وہ حرم مکہ سے اس حال میں نکلے کہ ان کو دھڑ کا لگا ہوا تھا اور پھر تیرے سواروں نے ان کو جالیا یہ سب کچھ تو نے خدا، رسول اور اہل بیت کی دشمنی میں کیا کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے نجاست دور کر کے ان کو خوب پاک صاف کر دیا تھا۔ حسین علیہ السلام نے تمہارے سامنے صلح کی بھی پیش کش کی اور واپس لوٹ جانے کی بھی درخواست کی مگر تم نے یہ دیکھ کر کہ وہ اس وقت بے یارو مددگار ہیں اور ان کے خاندان کو ختم کیا جا سکتا ہے، موقع کو غنیمت جانا اور تم ان کے خلاف باہم تعاون کر کے (پئے قتلم بہم گردیدے بے دینے بہ بے دینے) ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا تم مشرکوں یا کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو۔لہٰذا میرے نزدیک اب اس سے زیادہ اور کیا تعجب کی بات ہوگی کہ تو میری دوستی کا طالب ہے، حالانکہ تو میرے دادا کے خاندان کو قتل کر چکا ہے اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا۔اب تو تو میرے انتقام کا ہدف ہے اور اس خیال میں نہ رہنا کہ آج تو نے ہم پر فتح پالی ہے، ہم بھی کسی نہ کسی دن تجھ پر فتح پا کر رہیں گے۔والسلام

(الکامل ابن اثیر ج:4،ص:50-51)

(34) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شمس الاسلام امام ابو الحسن علی بن محمد عماد الدین کیّا ہراسی (شافعی) رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام غزالی کے استاد بھائی تھے۔ ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں ج:1، ص:327 پر ان کا فتویٰ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

''یزید صحابی نہیں تھا کیونکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں پیدا ہوا۔ رہا سلف کا قول اس پر لعنت کے بارے میں تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک میں اس کے ملعون ہونے کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے میں تصریح ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے بارے میں دو قول ہیں، ایک میں اس پر لعنت کا اشارہ ہے اور دوسرے میں تصریح ہے۔ اور ہمارا تو بس ایک ہی قول ہے جس میں اس پر لعنت کی تصریح ہے، اشارہ کنایہ کی بات نہیں۔''

(35) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ صاحب کے شاگرد مولانا سلامت اللہ کشفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تحریر الشہادتین ص:96-97 پر اپنا اور اپنے استاد شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف لکھتے ہیں کہ

''اس میں کوئی شک نہیں کہ یزید پلید ہی حضرت حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دینے والا اور اس پر راضی و خوش تھا اور یہی جمہور اہل سنت و جماعت کا پسندیدہ مذہب ہے۔ چنانچہ معتمد علیہ کتابوں میں کہ جیسے مرزا محمد بدخشی کی مفتاح النجاۃ اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی مناقب السادات اور ملا سعد الدین تفتازانی کی شرح عقائد نسفیہ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تکمیل الایمان اور ان کے علاوہ دوسری معتبر کتابوں میں مع دلائل و شواہد مذکور و مرقوم ہے اور اس لیے اس ملعون پر لعنت کے روا ہونے کو قطعی دلائل اور روشن براہین سے ثابت کر چکے ہیں۔ اور ہمارے اساتذہ

صوری و معنوی نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے وہ بھی یہی ہے کہ یزید ہی قتل حسین علیہ السلام کا حکم دینے والا اور اس پر راضی اور خوش تھا۔ اور وہ لعنت ابدی و نکال سرمدی کا مستحق ہے۔ اور اگر سوچا جائے تو اس ملعون کے حق میں صرف لعنت پر ہی اکتفا کرنا بھی ایسی کوتاہی ہے کہ اس پر بس نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ استاذ البریہ صاحب تحفہ اثناء عشریہ نے رسالہ حسن العقیدہ کے حاشیہ میں جملہ "علیہ مایستحقہ" پر جو نوٹ لکھا ہے اس میں افادہ فرماتے ہیں کہ علیہ مایستحقہ، لعنت سے کنایہ ہے اور یہ بات کہ کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے، عربیت کا مشہور قاعدہ ہے۔ اسی کے ساتھ مایستحقہ یعنی جس کا وہ مستحق ہے کے ابہام میں اس پر تشنیع اور اسکی حد درجہ خرابی جو پنہاں ہے وہ صراحتاً لعنت کے لفظ کے استعمال سے فوت ہو جاتی ہے چنانچہ آیت فغشیھم من الیم مَا غشیھم کی تفسیر میں اس کا بیان آتا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ یزید کے حق میں محض لعنت پر اکتفا کرنا کوتاہی ہے، اس لیے کہ اس قدر تو مطلق مومن کے قتل کی سزا مقرر کر چکے ہیں ارشاد باری تعالیٰ "اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں ہمیشہ پڑا رہے گا، اور اللہ کا اس پر غضب ہے اور اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اس کے لیے عذاب عظیم تیار ہے۔" (سورۂ نساء:93/4)

اور یزید نے تو اس عمل کے ارتکاب میں وہ زیادتی کی ہے جو دوسرے کو میسر ہی نہیں ہو سکی اس لیے اس زیادتی کو بجز اس کے استحقاق کے اور کسی امر پر حوالہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ انسان کا علم اس کے خصوصی استحقاق کی معرفت سے عاجز ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم انتھیٰ) یہاں حضرت شاہ صاحب کا ارشاد ختم ہوا

حضرت شاہ صاحب تحفہ اثناء عشریہ ص:55 پر لکھتے ہیں:

''اور بعض انبیاء اور انبیاء زادوں تک کو قتل کر دیتے ہیں جیسے کہ یزید اور اس کے معنوی بھائی ہوئے ہیں۔ آپ ص:11 پر لکھتے ہیں کہ اشقیائے شام و عراق نے موافق کہنے یزید پلید اور تحریص رئیس اہل بغض وفساد ابن زیاد کے امام ہمام کو کربلا میں شہید کیا۔''

(36) مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی کتاب **ازالة الخطاء فی ردّ کشف الغطاء** ص:45-46 پر لکھتے ہیں:

''اور ظاہر ہے کہ لعن طعن کرنے سے اس کے وبال میں کمی آتی ہے جس کے بارے میں لعن طعن کیا جاتا ہے لہٰذا زبان کو لعنت سے آلودہ نہیں کرتے اور تخفیف عذاب کے سبب یزید پلید کی روح کو شاد نہیں کرتے بلکہ چاہتے ہیں کہ وہ اسی طرح گناہ کا بھاری بوجھ لادے لادے ہی کمر شکستہ رہے۔''

(37) امام ابوبکر جصّاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنی تفسیر احکام القرآن ج:3، ص:47 پر یزید کو لعین لکھا ہے۔ آپ کا شمار مجتہدین فقہاء حنفیہ میں ہے۔

(38) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

یزید پر لعنت کے سلسلہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی جو رائے ہے وہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو کتاب مطالب المومنین میں منقول ہے۔

(زجر الشبان و الشیبه عن ارتکاب الغیبه، ص:20 مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی)

اسی طرح گناہ کبیرہ کے مرتکب کو لعنت کی بد دعا دینے یا بربادی و ہلاکت کی دعا کرنے والا بھی گناہ گار نہیں ہوگا۔ (کتاب العالم و لمتعلم ص:17) از امام ابوحنیفہ

(39) امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری رحمۃ اللہ علیہ حنفی

آپ بخارا کے اکابر علمائے حنفیہ میں سے تھے، 542ھ میں وفات پائی آپ اپنی

کتاب خلاصۃ الفتاویٰ ج:4،ص:390 پر لکھتے ہیں:

''میں نے شیخ امام زاہد قوام الدین صفاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے، وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے۔ فرماتے تھے کہ یزید پر لعنت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔''

امام صفاری رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف علامہ کفوی نے ان لفظوں میں کرایا ہے۔

''شیخ الاسلام امام الآئمہ اپنے زمانہ میں اصول وفروع سے متعلق دینی علوم میں یکتا اور مجتہد عصر تھے۔ ان کے والد ماجد رکن الاسلام ابراہیم بن اسماعیل زاہد صفار رحمۃ اللہ علیہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں۔ ان کے بارے میں حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الانساب میں نسبت صفار کے تحت لکھا ہے ''کان اماماً ورعاً زاھداً'' فقہ میں امامت کے ساتھ ساتھ بڑے پایہ کے محدث بھی تھے۔ قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ نسلاً انصاری وائلی ہیں۔ ان کا پورا خاندان اہل علم وفضل کا خاندان ہے۔''

(الفوائد البھیہ فی طبقات الحنفیہ مولانا عبدالحئی لکھنوی فرنگی محلی)

(40) امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب الدین المعروف بابن البزاز کردی حنفی متوفی 827ھ

آپ فتاویٰ بزازیہ حاشیہ فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) میں لکھتے ہیں:

''حق یہ ہے کہ یزید پر اس کے کفر کی شہرت نیز اس کی گھناؤنی شرارت کی متواتر خبروں کی بنا پر جس کی تفصیلات معلوم ہیں، لعنت ہی کی جائے گی۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید کا صالح ومتقی ہونا تو کجا اس کی جو حیثیت علماء کی نظر میں ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ ان میں باہم اس امر پر اختلاف ہے کہ اس کی موت اسلام پر ہوئی یا کفر پر اور آیا اس پر لعنت کی جاسکتی ہے یا نہیں، بس اتنی سی بات ہی یزید کی شخصیت کا اندازہ لگانے کیلئے کافی ہے۔

(41) معاویہ بن یزید بن معاویہ۔ سب سے اہم گواہ

یزید کا یہ سعادت مند بیٹا جب باپ کے مرنے کے بعد حکمران بنا تو اس نے برسرِ منبر اپنے باپ کے بارے میں یہ اظہار خیال کیا۔

''میرے باپ نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل ہی نہ تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسے سے جنگ کی۔ آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور نسل ختم ہوگئی اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کا بوجھ لے کر دفن ہوگیا۔ یہ کہہ معاویہ بن یزید رونے لگے۔ پھر کہنے لگے جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہی کہ اس کا برا انجام اور بری عاقبت ہمیں معلوم ہے۔ (اور کیوں نہ ہو جبکہ) اس نے واقعی عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کیا، شراب کو مباح کیا، بیت اللہ کو برباد کیا، اور میں نے خلافت کی حلاوت چکھی ہی نہیں تو اس کی تلخیوں کو کیوں جھیلوں؟ اس لیے اب تم جانو اور تمہارا کام خدا کی قسم! اگر دنیا خیر ہے تو ہم اس کا بڑا حصہ حاصل کر چکے اور اگر شر ہے تو جو کچھ ابوسفیان کی اولاد نے دنیا سے کما لیا وہ کافی ہے۔ میں اس حکومت کے کام میں کمزور ہوں۔ نہ تو تم میں مجھے عمر رضی اللہ عنہ جیسا نظر آیا کہ اسے اپنا جانشین بنا دوں، نہ اس کی شوریٰ کے ممبران جیسے لوگ میسر ہیں۔ تم اپنے اس معاملہ کو بہتر سمجھتے ہو۔ جس کو تم پسند کرتے ہو، چن لو۔'' (صواعق المحرقہ ص:134، البدایہ والنہایہ ج:8، ص:257)

معاویہ اس کے 40 دن بعد فوت ہو گئے۔

(42) عبیداللہ بن زیاد بدنہاد کی گواہی

یزید کے خاص الخاص شریک کار، اس کے برادرِ عمزاد (بشرطیکہ استلحاق زیاد صحیح ہو) ابن زیاد کا یزید پر تبصرہ ملاحظہ ہو۔

''یزید نے ابن مرجانہ (ابن زیاد) کو لکھا کہ جا کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرو۔ تو ابن زیاد نے کہا میں اس فاسق (یزید) کی خاطر دو برائیاں اپنے

نامہ اعمال میں کبھی جمع نہیں کرسکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو قتل کر چکا اور اب خانہ کعبہ پر بھی چڑھائی کروں۔"

(ابن جریر طبری، تاریخ ج:5،ص:483-484 البدایہ والنہایہ جلد 8 ص 237)

ذرا اُس ملعون ابن زیاد بدنہاد کا زہد واتقا ملاحظہ ہو ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا!

(43) محدث ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرماتے ہیں کہ اہل بیت کی فضیلت اوران سے جنگ کرنے والوں کی مذمت علماء اہل سنت اور اکابر آئمہ امت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج:11،ص:387)

(44) مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی کتاب بہار شریعت ج:1،ص:76 پر یزید کے بارے میں عقیدہ لکھتے ہیں

"یزید پلید، فاسق، فاجر، مرتکب کبائر تھا۔ معاذ اللہ اس سے اور ریحانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا امام حسین سے کیا نسبت؟ آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملے میں کیا دخل ہے، ہمارے وہ بھی شہزادے، وہ بھی شہزدے، ایسا بکنے والا مردود خارجی ناصبی مستحق جہنم ہے۔ ہاں یزید کو کافر کہنے اوراس پر لعنت کرنے میں علمائے اہل سنت کے تین قول ہیں۔ اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک سکوت ہے یعنی ہم اسے فاسق وفاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں نہ مسلمان۔"

(45) قاضی مظہر حسین دیوبندی

یہ مولانا کرم دین جہلمی کے بیٹے ہیں ان کے والد مشہور مناظر تھے۔ آپ نے مولانا خلیل احمد سہارن پوری کی کتاب **مطرقۃ الکرامہ** کا مفصل مقدمہ تقدیم الکتاب کے نام سے لکھا ہے۔ اس مقدمہ کے ص:44 اور ص:54 پر آپ لکھتے ہیں:

"مولوی عظیم الدین صاحب ہی بتائیں کہ جو خلیفہ دو غیر محرم مرد وعورت کو

خلوت خانہ میں داخل کر کے ساری رات ان کی عشق بازی کے مشاہدہ میں گزار دیتا ہے۔ اگر اکابر اسلام (متاخرین میں سے) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر اکابر دیوبند شیخ الاسلام حضرت مدنی تک یزید کو فاسق قرار دیتے ہیں تو ان کا اس میں کیا قصور ہے۔ کیا خلیفہ راشد کا گھناؤنا، فاسقانہ کردار ہوا کرتا ہے اور کیا پاکستان میں یہ خارجی گروہ پاکستان کے سربراہوں سے اپنے خودساختہ خلیفہ راشد یزید کے اس قسم کے کردار کی پیروی کرانا چاہتا ہے۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بو العجبی است

آپ اپنی کتاب خارجی فتنہ ص:605 پر لکھتے ہیں:

''جولوگ اکابر دیوبند کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے وہ دیوبندی کہلوا کر بھی ان حضرات پر جرح کرتے ہیں۔''

(46) مولانا عبدالحق حقانی دیوبندی

حضرت حسن علیہ السلام کے بعد امیر معاویہ حکومت کرتے رہے، بعد ان کے ان کا بیٹا یزید بدبخت جانشین ہوا۔ اس نالائق دنیادار نے اس خوف سے مبادا حضرت حسن علیہ السلام خلافت کا دعویٰ نہ کر بیٹھیں کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لخت جگر ہیں۔ ان کے روبرو مجھے کون پوچھے گا، حضرت حسن علیہ السلام کو زہر دلوا کر شہید کرا دیا اور چند سال بعد حضرت حسین علیہ السلام کو کربلا میں شہید کرا دیا۔ اس کم بخت کے بے دین ہونے میں کیا شک ہے۔''

حاشیے میں فرماتے ہیں:

''معاویہ، علی علیہ السلام کو تسلیم نہ کر کے آپ خلیفہ ہونا چاہتے تھے۔''

(عقائد الاسلام طبع نہم ص:232)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ عقائد الاسلام کے آغاز میں مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا حبیب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا سید انور شاہ، مولانا عزیز

الرحمٰن دیوبند، اور مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کی تقاریظ موجود ہیں۔

(47) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا تبلیغی جماعت والے

آپ نے موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی شرح اوجز المسالک کے نام سے لکھی ہے۔ موطا کتب الفرائض باب العمل فیمن جهل، آمره بالقتل وغیر ذلك، میں ان لوگوں کی میراث کے بیان میں جن کی موت کا وقت معلوم نہ ہو، واقعہ حرہ کی شرح بیان فرمائی ہے۔(موطا مترجم،ص:572)ان کی طویل شرح کا خلاصہ یہ ہے۔

"یزید کا لشکر جو مدینے پر حملہ آور ہوا تھا، اس میں ستائیں ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیادے تھے۔ تین دن تک قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ دو ہزار خواتین کی آبروریزی ہوئی۔ قریش و انصار کے سات سو نمایاں افراد شہید ہوئے اور موالی، عورتوں، بچوں کے مقتولین کی تعداد دس د ہزار تھی۔ پھر ابن عقبہ نے لوگوں کو اس طرح بیعت پر مجبور کیا کہ وہ اس کے غلام ہیں، وہ چاہے تو ان کی جان بخش دے، چاہے تو قتل کر دے۔ حضرت سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ اصحاب حدیبیہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی نہ بچا۔ اہل مدینہ اول روز سے امارت یزید سے نفرت رکھتے تھے۔ انہیں اس کے فسق و فجور، شراب نوشی، ارتکاب کبائر اور ہتک حرمات کی معلومات ملیں تو انہوں نے امارت ماننے سے انکار کر دیا۔ عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم ہم یزید کے خلاف اس وقت اٹھے، جب ہم ڈرنے لگے کہ ہم پر پتھروں کی بارش نہ ہو، یہ شخص امہات اولاد سے نکاح کرتا تھا، شراب پیتا تھا اور نماز کو ترک کر دیتا تھا۔ ابن قتیبہ کا بیان ہے کہ حادثہ حرہ کے بعد کوئی بدری صحابی زندہ نہ رہا۔ ابن عقبہ نے یزید کو لکھا کہ ہم نے دشمنوں کو تہہ تیغ کر دیا، جو سامنے آیا اُسے قتل کیا، جو بھاگا اس کو جا لیا، اور جو زخمی ہوا اس کا کام بھی تمام کیا۔"

(اوجز المسالک ج:5، کتاب الفرائض)

(48) مولانا عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ فرنگی محلی، لکھنوی حنفی

آپ ایک سوال کے جواب پر ان لوگوں کی تردید کرتے جو کہتے ہیں کہ یزید بالاتفاق تمام مسلمانوں کا امیر بن گیا تھا اور اس کی اطاعت امام حسین علیہ السلام پر واجب تھی، پھر اہل مدینہ کے یزید پر الزمات از قسم شراب نوشی، ترک صلوٰۃ، زنا، محارم سے حرام کاری نقل کرتے ہیں، پھر یزید کا حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل پر خوش ہونا نقل کرتے ہیں اور آخر میں فرماتے ہیں ''بعض کہتے ہیں کہ قتل حسین علیہ السلام گناہ کبیرہ ہے نہ کہ کفر، اور لعنت کفار کیلئے مخصوص ہے۔ ان لوگوں کی فطانت و ذہانت کے کیا کہنے! ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ کفر تو ایک طرف فقط ایذائے رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا نتائج ہوں گے؟

بعض نے کہا کہ یزید کے خاتمے کا حال معلوم نہیں شاید کفر و معصیت کے ارتکاب کے بعد اس نے توبہ کرلی ہو اور اس پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا میلان احیاء العلوم میں اسی طرف ہے مگر مخفی نہ رہے کہ یہ توبہ اور معاصی سے رجوع ایک احتمال ہے ورنہ اس بدبخت نے اس امت میں جو کچھ کیا، کسی نہ کیا۔ امام حسینؓ و اہل بیت کی توہین اور قتل کے بعد اس نے اپنے لشکر کو مدینہ مطہرہ کی تخریب اور اہل مدینہ کے قتل کیلئے بھیجا۔ واقعہ حرہ میں تین روز تک مسجد نبوی بے اذان و نماز رہی۔ اس کے بعد مکہ معظمہ کی طرف لشکر روانہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں آخر کار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عین حرم مکہ میں شہید ہوئے۔ یزید انہی مشاغل میں منہمک تھا کہ مر گیا اور جہان کو اپنے وجود سے پاک کر گیا۔

(فتاویٰ عبدالحیٔ کامل مبوب ص: 79-80)

(49) مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند

آپ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں:

''تاہم اہل سنت کے اصول پر کوئی دشواری باقی نہیں رہی ہے کیونکہ یزید اس صورت میں یا کھلم کھلا فاسق تھا، نماز کا ترک کرنے والا وغیرہ یا بدعت کا

مرتکب تھا، کیونکہ وہ نواصب کے سرداروں میں سے تھا، ان سب پہلوؤں کے پیش نظر اس کی عام خلافت کا منعقد ہونا مسلم نہیں۔ (مکتوبات فارسی ص:52)

آپ اجوبہ اربعین ج:1، ص:73 پر لکھتے ہیں:

''اوروں کی بیعت سے یزید کی بیعت ان کے ذمہ لازم نہ ہوئی۔ جو کوئی عقل کا پورا، جس کو دھتورے کے پینے کی حاجت نہیں، بوجہ بیعت اہل شام جو یزید پلید کے ہاتھ پر کر چکے تھے۔ حضرت امام ہمام علیہ السلام پر اعتراض کرے، یا مذہب اہل سنت پر آوازہ پھینکے۔''

ہدیۃ الشیعہ میں ص:173 پر لکھتے ہیں:

''چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام سید الشہدا کی جان نازنیں پر جو کچھ گزرا وہ سب جانتے ہیں، باعث فقط اس کا حق گوئی تھا ورنہ یزید کا کلمہ کہہ دیتے تو جان کی جان بچتی اور الٹی مال و دولت اور اعزاز و اکرام تھا۔

اسی میں ص:281 پر لکھتے ہیں'' حضرت امام حسین علیہ السلام یزید پلید سے خلافت مغصوبہ کے طالب ہوئے، یہاں تک کہ نوبت شہادت کو پہنچی۔''

(50) مولانا رشید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ھدایۃ الشیعہ میں ص:95 پر لکھتے ہیں:

''یزید کی امامت اجماعی نہ تھی، خواص نے رد کیا عوام کا اعتبار نہیں۔ مگر جیسا اجماع پانچ پہلوں پر ہوا تھا، یزید پر کون سا اجماع اہل حق ہوا تھا؟ وہ تو متغلب بزور ہو گیا تھا اور اجماع عوام کچھ معتبر نہیں۔ اس کو اس پر قیاس کرنا کمال بلادت ہے۔ اُس اجماع کو حضرت امیر نے جائز رکھا۔ اس کو حضرت حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے رد کیا۔ کجا زمین کجا آسمان، ہوش درکار ہے۔''

اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ'' اب حقیقت خلفاء خمسہ کی (حضرات ابو بکر رضی اللہ عنہ،

عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ وحسنؓ) کی اور تغلب یزید پلید مثل آفتاب روشن ہوگیا۔ اگر کور باطن نہ سمجھے تو کسی کا کیا قصور؟

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مولانا گنگوہی اپنے ایک خط میں رفیع اللہ شاہ جہاں پوری کو جواب لکھتے ہیں کہ

"بعض آئمہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے، کیونکہ قتل حسین علیہ السلام کو حلال جاننا کفر ہے۔ مگر یہ امر کہ یزید قتل کو حلال جانتا تھا محقق نہیں ہے لہٰذا کافر کہنے سے احتیاط رکھے، مگر فاسق بے شک تھا، علی ہذا دیگر قتلۂ حسین علیہ السلام کا حال ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص:49)

(51) مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا ایک مفصل فتویٰ اور امداد الفتاویٰ ج:4، ص463:465 میں (مسائل شتّی) میں موجود ہے جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔ دوسرے صحابہ نے جائز سمجھا، حضرت امام علیہ السلام نے ناجائز سمجھا اور گو اکراہ میں انقیاد جائز تھا مگر واجب نہ تھا اور متمسک باطق ہونے کے سبب یہ مظلوم تھے اور مقتول مظلوم شہید ہوتا ہے۔ شہادت غزوہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ پس ہم اسی بنائے مظلومیت کی بنا پر ان کو شہید مانیں گے، باقی یزید کو اس قتال میں اس لیے مظلوم نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کراتا تھا۔ خصوص جبکہ امام آخر میں فرمانے لگے تھے کہ میں کچھ نہیں کہتا، اس کو تو عداوت ہی تھی۔ چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے قتل کی بنا یہی تھی۔"

(52) مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے مجموعہ فتاویٰ کفایت المفتی ج:1، ص:228 میں ایک

سوال کے جواب میں مرقوم ہے کہ امیر معاویہ نے یزید کیلئے بیعت لینے میں غلطی کی کیونکہ یزید سے بہتر اور اولیٰ و افضل موجود تھے۔

(53) خاتم المحدثین سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرماتے ہیں "عمرو بن سعید کے قول سے احتجاج (دلیل) درست نہیں کیونکہ یہ شخص یزید کا عامل تھا اور یزید بلاشبہ فاسق تھا۔ اور شرح فقہ اکبر حنفیہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ میں ہے "امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یزید کافر ہے۔"

(عرف الشذی علی جامع الترمذی باب ماجاء فی حرمۃ مکہ ص:332)

(54) مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مکتوبات ج:1، ص:268-269 پر یوں رقمطراز ہیں:

"پھر باوجود اس کے خلع کا مسئلہ تو آج بھی متفق علیہ ہے۔ یعنی اگر خلیفہ نے ارتکاب فسق کیا تو اصحاب قدرت پر اس کو معزول کر دینا اور کسی عادل متقی کو خلیفہ کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے عزل و خلع سے مفاسد مصالح سے زائد نہ ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے اتباع کی رائے میں مفاسد زیادہ نظر آئے، وہ اپنی بیعت پر قائم رہے، اور اہل مدینہ نے عموماً بعد از بیعت اور واپسی وفد از شام ایسا محسوس نہیں کیا اور سبھوں نے (تمام اہل مدینہ) نے خلع کیا جس کی بنا پر وہ قیامت خیز واقعہ حرہ نمودار ہوا، جس سے مدینہ منورہ اور مسجد نبوی اور حرم محترم کی انتہائی بے حرمتی اور تذلیل ہوئی۔ کیا مقتولین حرہ کو شہید نہیں کہا جائے گا؟"

(55) سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

لالہ موسیٰ میں کی گئی تقریر پر قائم مقدمہ میں، جولدھارام سرکاری رپورٹر نے رپورٹ کی، لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے ایک سوال کے جواب میں شاہ صاحب نے فرمایا:

''آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو یزید اور انگریزوں کو حسینؑ کہا، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا نہ ہی میں برداشت کرسکتا ہوں کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید کہے۔'' (مقدمات امیر شریعت ص: 257 مرتبہ ابن امیر شریعت سید عطاء المنعم بخاری)

امیر شریعت اپنی ایک فارسی نظم میں کہتے ہیں۔

ہر کہ بدگفت خواجہ مارا
ہست او بے گماں یزید پلید

(شاہ جی کے علمی و تقریری جواہر پارے ص: 148 در مدح خواجہ غلام علی)

(56) مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی کتاب شہید کربلا (ص: 94-95) میں تحریر فرماتے ہیں:

''یزید کی یہ زود پشیمانی اور بقیہ اہل بیت کے ساتھ بظاہر اکرام کا معاملہ محض اپنی بدنامی کا داغ مٹانے کیلئے تھا یا حقیقت میں کچھ خدا کا خوف اور آخرت کا خیال آ گیا، یہ تو علیم و خبیر ہی جانتا ہے مگر یزید کے اعمال اور کارنامے اس کے بعد بھی سیاہ کاریوں ہی سے لبریز ہیں، مرتے مرتے بھی مکہ مکرمہ پر چڑھائی کیلئے لشکر بھیج دیا۔ اس حال میں مرا ہے، **عاملہ اللہ بما ھو اھلہ**

اسی کتاب میں ہلاکت یزید کے عنوان کے تحت مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''شہادت حسین علیہ السلام کے بعد یزید کو کسی ایک دن چین نصیب نہ ہوا، تمام اسلامی ممالک میں خون شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہوگئیں۔ اس کی زندگی اس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت کے مطابق تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی۔ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہوا۔ (ص: 103)

قاتلان حسین علیہ السلام کا عبرت ناک انجام معلوم کر کے بے ساختہ یہ آیت

زبان پر آتی ہے ''عذاب ایسا ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے کاش وہ سمجھ لیتے۔'' (القلم) (ص:105)

آپ ص:106 پر لکھتے ہیں ''حضرت ابو ہریرہؓ کو شاید اس فتنہ کا علم ہو گیا تھا وہ آخر عمر میں یہ دعا فرماتے تھے کہ یا اللہ میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں 60ھ سے اور نوعمروں کی امارت سے، ہجرت کے ساٹھویں سال میں یزید جیسے نوعمروں کی خلافت کا قضیہ چلا اور یہ فتنہ پیش آیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(57) مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم دار العلوم دیوبند)

آپ نے محمود احمد عباسی کی کتاب خلافت معاویہ و یزید کے ردّ میں ایک کتاب شہید کربلا اور یزید کے نام سے لکھی۔ اس میں آپ یہ تحریر فرماتے ہیں۔

''غرض یہ اصول ہے عقلی بھی، شرعی بھی اور طبعی بھی، کوئی جذباتی بات نہیں اسی میں یزید گرفتار ہوا۔ اس کے ایک فسق (قتل حسین علیہ السلام) نے اس کی ساری خوبیوں کو خاک میں ملا دیا اور کوئی بھی اس جرم کے بعد اس کی کسی بھی بات سننے کا بھی روادار نہ رہا۔'' (ص:148)

پھر آپ لکھتے ہیں۔

''بہر حال یزید کے فسق و فجور پر جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب ہی متفق ہیں خواہ مبائعین ہوں یا مخالفین، پھر آئمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد علمائے راسخین، محدثین، فقہاء مثلاً علامہ قسطلانی، علامہ بدر الدین عینی، علامہ ہیثمی، علامہ ابن جوزی، علامہ سعد الدین تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکیاؔ ہراسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علماء کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اس کے قائل ہیں پھر بعض ان میں سے اس فسق کے قدر مشترک کو متواتر المعنیٰ بھی کہہ رہے ہیں، جس سے اسکا قطعی ہونا بھی

واضح ہے پھر اوپر سے آئمہ اجتہاد میں سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک الکیاؒ ہراسی نقل کر رہے ہیں اور وہ خود
شافعی ہیں اور فتویٰ دے رہے ہیں تو ان کی نقل ہی سے یہ مسلک امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور فقہ شافعی کا بھی ثابت ہوتا ہے تو اس سے زیادہ یزید کے فسق
کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہوسکتی ہے؟ (ص:153)

(58) مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی شہرآفاق تصنیف معارف السنن شرح ترمذی میں عمرو بن سعید اشدق بن
العاص ابوامیہ قرشی اموی ملقب بہ لطیم الشیطان، یزیدی گورنر مدینہ کے بارے میں لکھتے
ہوئے اس کے اور یزید کے مشترکہ جرائم کی تفصیل بیان فرماتے ہیں مثلاً واقعہ حرّہ اور ابن
زبیر رضی اللہ عنہ سے قتال وغیرہ، پھر یہ لکھ کر کہ اس میں کوئی شک نہیں یزید فاسق تھا، علماء سلف کے
اختلاف کا ذکر کرتے ہیں کہ یزید پر لعنت کی جائے یا نہیں، آپ یوں رقمطراز ہیں۔

"مجموعی طور پر حضرت حسین علیہ السلام کے قتل اور انکے قتال پر ابھارنے والوں
سے متعلق جو کچھ کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے، اس کا حاصل یہی ہے کہ یہ
زندقہ (چھپا ہوا کفر) اور دراصل اس سے مذہب نبوت کی توہین معلوم ہوتی
ہے اور اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہوسکتی ہے۔ پھر تفتازانی کی بات جو
انہوں نے شرح نسفیہ میں نقل کی ہے کہ جواز لعنت یزید پر اتفاق ہے اور
یزید کی حضرت امامؑ کے قتل پر رضامندی اور اس پر اظہار مسرت اور اہل
بیت رسول علیہ السلام کی توہین کی اگرچہ خبر معناً متواتر ہے مگر واقع کی تفصیلات
خبر احاد کے درجہ میں ہیں۔ پھر ابن عساکر سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے
ایک قصیدہ یزید کی طرف منسوب کیا ہے جس میں یہ اشعار بھی شامل ہیں۔

لیت اشیاخی بیدر شھدوا
جزع الخزرج من وقع الاسل

لعت هاشم بالملک فلا

ملک جاء ولا وحی نزل

کاش بدر کے معرکے میں قتل ہونے والے میرے بزرگ نیزوں کی مار پڑنے سے خزرج کی چیخ وپکار کو دیکھتے۔ (بنی) ہاشم نے ملک کے لیے کھیل رچایا۔ نہ ان کے پاس کوئی فرشتہ آیا اور نہ ہی کوئی وحی آئی۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ان اشعار کی نسبت یزید کی طرف درست ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہے اور اسی موقعہ پر کچھ تفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یافعی کا قول ہے۔ ''انہوں نے فرمایا کہ جس نے حضرت حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا یا اس سے نے قتل کیا اور اس کو جائز اور حلال جانا تو وہ کافر ہے اور اگر حلال جان کر ایسا نہ کیا تو وہ فاسق و فاجر ہے۔ واللہ اعلم۔''

حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں فرماتے ہیں: ''اگر یہ اشعار یزید بن معاویہ ہی کے ہیں تو اس پر اللہ اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو اور اگر کسی نے اس کی طرف خود گھڑ کر منسوب کر دیئے، ہیں تو اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(59) مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں: ''اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون سے جس ناپاک اور خبیث وجود کا ہاتھ رنگین ہے اسی نے حضرت حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا تھا۔

اسی مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز نے ایک شخص کو جس نے یزید کو امیر المومنین کے لقب سے یاد کیا تھا، بیس کوڑے لگانے کا حکم دیا تھا۔

(رسالہ النجم لکھنو۔ جمادی الاولی۔ جمادی الاخری 1349ھ، ص:39)